روزنامہ
الفضل ربوہ
فون 213029

CPL 61

قائم مقام ایڈیٹر
یوسف سہیل شوق

جلد 47-82 نمبر 164 | ہفتہ 20 ربیع الاول ۔1418ھ 26 وفا 1376ھش 26 جولائی 1997ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صرف اللہ تعالیٰ ہی حاجت روا ہے

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں۔

صدق اور ثبات کے ساتھ خدا تعالیٰ کی ذات پر کامل ایمان اور یقین بھی ضروری ہے یہ امر صدق اور اخلاص کے خلاف ہے کہ جلد ہی خدا تعالیٰ سے مایوس ہو کر اوروں کی طرف اپنی حاجت کو لے جانا اور در بدر مارے مارے پھرنا کبھی کسی بت کے حضور التجائیں کرنا، کبھی کسی دیوتا، پتھر، پہاڑ، جنگل کے درخت یا گنگا مائی کی طرف حاجت کو لے جانا اس امر کی دلیل ہے کہ ایک خدا پر بھروسہ نہیں اور اس کو ساری حاجتوں کو پورا کرنے والا ہونے پر کامل ایمان نہیں یا جلدی سے تھک کر اس سے ناامید ہو کر اوروں کی طرف دامن حاجت پھیلانا خدائی کے بالکل خلاف ہے۔ ایک کو چھوڑ کر دوسرا اور دوسرا چھوڑ کر تیسرا خدا بنانا اور ان سے اپنی حاجتیں چاہنا بالکل غلط ہے۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 688)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

خدا تعالیٰ کی ستاری ایسی ہے کہ وہ انسان کے گناہ اور خطاؤں کو دیکھتا ہے، لیکن اپنی اس صفت کے باعث اس کی غلط کاریوں کو اس وقت تک جب تک کہ وہ اعتدال کی حد سے نہ گزر جاوے ڈھانپتا ہے، لیکن انسان کسی دوسرے کی غلطی دیکھتا بھی نہیں اور شور مچاتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ انسان کم حوصلہ ہے اور خدا تعالیٰ کی ذات حلیم و کریم ہے۔ ظالم انسان اپنے نفس پر ظلم کر بیٹھتا ہے اور کبھی کبھی خدا تعالیٰ کے حلم پر پوری اطلاع نہ رکھنے کا باعث بیباک ہو جاتا ہے اس وقت ذوانتقام کی صفت کام کرتی ہے اور پھر اسے پکڑ لیتی ہے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 198)

ذکرِ الٰہی خدا تک پہنچنے کے راستے آسان کرتا ہے

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

ذکر الٰہی اختیار کرو۔ ذکر الٰہی آپ کے لئے خدا تک پہنچنے کے رستے آسان کرے گا اور خدا تعالیٰ کی طرف پہنچنے کی ایک صراط مستقیم ہے لیکن اس صراط مستقیم کو بہت سے رستے آ آ کر ملتے ہیں۔ جن رستوں سے آپ صراط مستقیم تک پہنچیں اگر وہ ایک سے زیادہ رستے ہیں تو آپ کے لئے وہ صراط وسیع تر ہوتی چلی جاتی ہے اگر وہ ایک دو رستے ہیں تو وہ صراط مستقیم آپ کے لئے تنگ رہے گی۔ تبھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔(-)

جو لوگ بھی ہمارے متعلق کوشش کرتے ہیں ہم انہیں اپنی طرف آنے کی بہت سی راہیں دکھاتے ہیں۔ پس ذکر کی ہر راہ وہ راہ ہے جو خدا نے ہمیں اپنی طرف آنے کے لئے دکھادی ہے۔ بتایا ہے کہ ان راہوں پر چلو گے تو صراط مستقیم میں آملو گے۔ اور جتنی زیادہ یہ راہیں اختیار کرو گے اتنی تمہاری صراط مستقیم وسیع تر ہوتی چلے جائے گی اور انعام پانے والوں کا رستہ بنتی چلی جائے گی۔

اب میں (-) مزید تشریح آپ کے سامنے رکھتا ہوں (-) کیا وہ شخص جس کا سینہ اللہ نے خود دین حق کے لئے کھول دیا ہو اور وہ اپنے رب کی طرف سے نوریافتہ ہو، ایک نور پر قائم ہو اس کا مقابلہ کسی اور سے کر سکتے ہو۔ کیا دنیا میں ایسا بھی کوئی اور ہے جو اس جیسا بن کے دکھاوے۔ یہ ایک اعلان عام، ایک صلائے عام ہے اور تمام بنی نوع انسان کے لئے ایک چیلنج ہے کہ بننا ہے تو اس جیسا بن کے دکھاؤ، اس کے سوا ہر راہ ہلاکت کی راہ ہے۔

یہی محفوظ مقام ہے اس کے سوا کوئی محفوظ مقام نہیں۔ اس کے برعکس کیا مقام ہے؟ درمیان کی کوئی راہ نہیں بتائی گئی۔ ایک طرف وہ ہیں جو اللہ کی طرف سے ہدایت یافتہ ہیں اور وہ نور پر قائم ہیں اور سوال اٹھا کر کوئی جواب بھی نہیں دیا گیا۔ تو ظاہر و باہر بات ہے کہ کہنے کی ضرورت ہی نہیں ہے یہی وہ خدا کے بندے ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں لیکن ان کے مقابل پر جو لوگ رکھے (-) ہلاکت ہو، لعنت ہو ان بدنصیب پتھر دلوں پر جن کے دل سخت ہو چکے ہیں۔ (اللہ کے ذکر سے) اس کے دو معانی خصوصیت کے ساتھ آپ کے پیش نظر رہنے چاہئیں۔ ایک وہ دل جو خدا کا ذکر سنتے ہیں اور نرم پڑنے کی بجائے سخت ہوتے چلے جاتے ہیں۔ طبیعت ان کی گھبراتی ہے۔ کہتے ہیں کیا بات لے بیٹھے ہیں۔ چھوڑو کوئی اور بات کرو۔ خدا کی باتیں بھی اس زمانے میں بھلا چل سکتی ہیں۔ کوئی دلچسپی کی بات کرو۔ کوئی نشے کی بات کرو، کچھ کھیلنے کودنے کی بات کرو، کچھ نمائشوں کے قصے چلیں۔ دنیا کی لذتوں کی باتیں ہوں تو بات بھی بنے، یہ خدا کی باتیں تم کیا لے بیٹھے ہو۔ ایسے لوگ ہیں جو جب یہ ذکر سنتے ہیں ذکر الٰہی کا، تو ان کے دل سخت ہوتے چلے جاتے ہیں پتھر بنتے جاتے ہیں اور ایک وہ ہیں (-) کہ وہ بدنصیب ایسے پتھر ہیں کہ اللہ کے ذکر کی ان میں صلاحیت ہی باقی نہیں رہی۔ وہ ذکر کرنے سے عاری لوگ ہیں۔ ایک سنتے ہیں اور بدکتے ہیں اور مزید سخت ہوتے چلے جاتے ہیں۔ ایک وہ جو سخت ہو چکے اور ذکر اللہ کی طرف کوئی توجہ ہی نہیں ہے۔ ان

باقی صفحہ 7 پر

خدا تعالیٰ نے انسان میں ایک ایسی قوت رکھی ہے کہ وہ بہرحال گناہ پر غالب آہی جاتا ہے

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ولادت

○ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل و کرم سے مکرم عطاء الاعلیٰ صاحب ظفر ابن مکرم عطاء الکریم شاہد صاحب مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو 24۔ جولائی 1997ء کو وینکوور، کینیڈا میں پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ جو تحریک وقف نو میں شامل ہے۔ حضرت صاحب نے ازراہ شفقت نومولود کا نام نوشیرواں ظفر عطاء فرمایا ہے۔

عزیز خالد احمدیت حضرت مولانا ابو العطاء صاحب کا پڑپوتا اور مکرم عطاء المجیب صاحب راشد امام بیت الفضل لندن و مربی انچارج برطانیہ کا نواسہ ہے۔ عزیز کی عمر و صحت نیز خادم دین ہونے کے لئے احباب سے درخواست دعا ہے۔

○ محترم سید احمد علی شاہ صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد رقم فرماتے ہیں۔

عزیزم مسرور احمد صاحب ولد مکرم سعید احمد صاحب ولد مکرم مولوی غلام احمد صاحب بدوملہوی کو 14- اپریل 1997ء کو اللہ تعالیٰ نے دوسرا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ حضرت صاحب نے حزیم احمد نام عطا فرمایا ہے۔ یہ بچہ وقف نو میں شامل ہے اور مکرم سعید احمد خان صاحب گوجرانوالہ کا نواسہ ہے۔ احباب دعا کریں خدا تعالیٰ عزیز نومولود کو نیک صاحب عمر اور خادم دین بنائے۔

تقریب شادی

○ مکرم فخر الحق شمس صاحب مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ و استاد جامعہ احمدیہ ابن مکرم حافظ مبین الحق صاحب شمس دارالعلوم وسطی ربوہ کی تقریب شادی ہمراہ مکرمہ سلمیٰ صدیقہ صاحبہ بنت مکرم چوہدری نثار احمد صاحب سراء رحمان کالونی ربوہ مورخہ 25- مارچ بروز منگل منعقد ہوئی۔ اگلے روز ایوان محمود میں تقریب ولیمہ میں چائے پیش کی گئی۔

یاد رہے کہ مکرم فخر الحق شمس صاحب کا نکاح مکرمہ سلمیٰ صدیقہ صاحبہ کے ساتھ مورخہ 4- اکتوبر بروز جمعہ محترم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ نے بیت المبارک میں پڑھایا تھا۔ مکرم فخر الحق شمس صاحب محترم محمد یامین صاحب تاجر کتب قادیان کے پوتے اور مکرمہ سلمیٰ صدیقہ صاحبہ محترم چوہدری غلام محمد صاحب باڈی گارڈ حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث کی نواسی ہیں۔

دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ دونوں خاندانوں کے لئے بابرکت فرمائے اور والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک ثابت ہو۔

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی - ربوہ
قیمت 2 روپے 50 پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

26- وفا 1376 ھش 26- جولائی 1997ء

عبادات کی حفاظت

جلسہ برطانیہ کے آغاز کے ساتھ ہی دنیا بھر کے احمدی مرد و زن جلسہ سالانہ کے ایام میں داخل ہوگئے ہیں- یہ جلسہ بظاہر برطانیہ میں منعقد ہو رہا ہے- لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ پاکستان کے ہر احمدی گھر میں بھی ہو رہا ہے- ربوہ میں بھی اور لاہور میں بھی کراچی میں بھی اور سندھ کے دور دراز علاقوں میں بھی- پنجاب کے میدان ہوں یا سرحد کے خوبصورت نظارے سبھی جلسہ سالانہ میں شریک ہیں- یہ سب احمدی' احمدیہ ٹیلی ویژن کی وساطت سے جلسہ منا رہے ہیں- یہ جلسہ خوشیاں بھی لاتا ہے اور ایمان میں نئی تازگی بھی ہمراہ لاتا ہے- اور فی الحقیقت ایمانی تازگی کے مظاہر ہی روحوں کو مسرت سے بھر دیتے ہیں-

یہ دن مصروفیت کے ہوتے ہیں- دن رات گویا بے حد مزے کے ہوتے ہیں- لیکن اس بھاگ دوڑ میں ایک اہم ترین فریضہ کبھی فراموش نہیں کرنا چاہئے- وہ ہے عبادات کا باقاعدگی سے التزام- باجماعت عبادات کا التزام ایسی ہی اہم بات ہے جو ہمارے مجموعی جسد جماعت میں روح کا کام دیتی ہے- اگر ہم اس سے ذرا بھی غافل ہو جائیں تو یہ امر بھی ہماری روح کو بیمار کر دینے کا سبب بن جاتا ہے-

یہ بات بیان کرنے کی ضرورت اس لئے بھی زیادہ ہے کہ جب دینی مصروفیات زیادہ ہوں تو کبھی کبھار انسانی ذہن اس دھوکے میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ ہم بھی تو دین کا کام ہی کر رہے ہیں- اس لئے عبادات میں سستی ہو رہی ہے- اس ضمن میں ہر احمدی کو یہ بات اچھی طرح یاد رکھنی چاہئے کہ دینی کاموں اور مصروفیت کی وجہ سے جس قدر رخصت اللہ تعالیٰ کا حکم اور اللہ کا دین دیتا ہے اس سے آگے بڑھنے کی ہم میں سے کسی کو بھی اجازت نہیں- یعنی یہ تو ممکن ہے کہ عبادات جمع کر لی جائیں اور جلسہ سالانہ کے مواقع پر یہ دستور قائم ہو جاتا ہے- لیکن باجماعت عبادات سے انحراف یا یہ کہ مصروفیات کے عذر کی آڑ میں خدانخواستہ کسی عبادت کا قضا ہو جانا یہ ایک احمدی کے جسد روحانی کے لئے موت سے کم نہیں ہوتا-

ایک دفعہ ایک صاحب ایک دوسرے بزرگ کو ملنے کے لئے بڑے اشتیاق اور شوق سے گئے- لمبا سفر طے کیا- جب اس شہر کے قریب پہنچے جہاں ان کے مطلوبہ بزرگ موجود تھے تو رات نے آلیا- انہوں نے شہر سے باہر ہی رات گزارنا مناسب سمجھی کہ صبح ہوگی تو میں بزرگ محترم کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا- وہ صاحب رات کو سوئے تو ان کو خواب میں بتایا گیا کہ جن بزرگ سے ملنے تم آئے ہو وہ اسی رات فوت ہو گئے ہیں- وہ صاحب بیدار ہوئے تو بے حد افسوس کرنے لگے اور سخت رنجیدہ ہوئے کہ جس بزرگ کی زیارت اور شوق ملاقات میں 'میں اتنی دور سے سفر کرکے آیا اور جن کی ملاقات کے شوق میں برسوں مبتلا رہا- ان سے ملنے آیا اور عین گویا دروازے پر پہنچا ہوں تو وہ انتقال کر گئے ہیں- ان صاحب کے دکھ اور غم کی کوئی حد نہ تھی- تاہم اب یہی چارہ رہ گیا تھا کہ وہ شہر میں داخل ہوں اور ان بزرگ کے جنازہ میں شمولیت کریں- یہ سوچ کر وہ شہر کی طرف روانہ ہوئے اور پوچھتے پوچھتے اس بزرگ کے گھر تک جا پہنچے- وہاں پہنچے تو عالم ہی اور تھا- گھر کے باہر یا سڑک پر تعزیت کرنے والوں کا دور دور تک کوئی پتہ نہیں تھا- وہ صاحب مزید حیران ہوئے کہ یہ کیا ماجرا ہے- اتنے بڑے بزرگ ہیں اور ان کی وفات کی کسی کو خبر ہی نہیں- بہرحال یہ باتیں سوچتے سوچتے اس بزرگ کے دروازے پر دستک دی- دروازہ کھلا تو وہ بزرگ خود دروازے پر کھڑے تھے جن کی وفات کے بارے میں رات کو ان صاحب کو خواب میں خبر ملی تھی- یہ صاحب متعجب ہوئے اور اپنے خواب کا ذکر بزرگ محترم سے کیا- کہ یا حضرت میں تو سمجھا تھا کہ خدانخواستہ رات آپ کی وفات ہو گئی- ان صاحب کی یہ بات سن کر بزرگ رو پڑے' سر جھکا لیا اور آنسوؤں کی ہچکی بندھ گئی کافی دیر روتے رہے- آخر جب طبیعت سنبھلی تو ان صاحب سے یوں گویا ہوئے-

یہ درست ہے- میں رات کو مر گیا تھا- میری رات کی عبادت چھوٹ گئی تھی-

قارئین کرام! عبادت چھوٹ جانا تو روحانی جسم کے لئے موت ہے- اور یہ وہ موت ہے جس کا درد مرنے والا خود محسوس کرتا ہے اور اس غم میں نڈھال ہو جاتا ہے- روتے روتے اس کی ہچکی بندھ جاتی ہے- تب اللہ کی بخشش اور رحمت جوش میں آتی ہے اور تلافی کا سبب بنتی ہے-

اس بزرگ کا واقعہ بھی بیان کے لائق ہے کہ جن کی ایک صبح کی عبادت میں تاخیر ہو گئی تو وہ سارا دن استغفار کرتے رہے اگلے روز صبح کی عبادت کے وقت ان کو کسی شخص نے اٹھایا- اس بزرگ نے حیران ہو کر دیکھا کہ یہ اجنبی کون ہے جو مجھے آج عبادت کے لئے جگا رہا ہے- اس بزرگ نے اجنبی سے پوچھا کہ تم کون ہو- اور مجھے عبادت کے لئے کیوں جگانے آئے ہو- اس نے جواب دیا کہ میں شیطان ہوں اور آپ کو عبادت کے لئے اٹھانے آیا ہوں- وہ بزرگ مزید متعجب ہوئے اور پوچھنے لگے کہ شیطان کا کیا کام کہ وہ کسی شخص کو عبادت کے لئے اٹھائے- اس پر شیطان نے جواب دیا کہ کل صبح کی عبادت میں تاخیر پر آپ دن بھر اتنا روتے رہے اور اتنا استغفار کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بخش کر 30 عبادتوں کا ثواب آپ کو عطا کر دیا ہے- اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ آج آپ کو بروقت بیدار کر دوں کہیں آج بھی آپ کی عبادت رہ نہ جائے اور آپ 30 عبادات کے ثواب کے مستحق نہ ہو جائیں-

یہ دو واقعات یہ بات بیان کرنے کے لئے ہیں کہ عبادت کا ترک کرنا ایک سچے صاحب ایمان کے لئے شدید روحانی اذیت کا سبب ہونا چاہئے- کیسی بھی مصروفیت درپیش ہو کتنا ہی کام کیوں نہ ہو- رب کی ملاقات کے لمحات کو فراموش نہیں کیا جانا چاہئے-

اس کے لئے ضروری ہے کہ احتیاط کی خاطر عبادت کو اول وقت ہی میں ادا کر لیا جائے- یہ سستی اور بھول چوک تاخیر ہو جانے کی صورت میں سخت نقصان پہنچاتی ہے- مصروفیت کے سمندر میں انسان اس بری طرح غرق ہوتا ہے کہ اس کے لئے سر نکالنا ممکن ہو جاتا ہے- اور پھر ایک شدید پچھتاوا اور ناقابل بیان دکھ ہوتا ہے جو اس کا احاطہ کر لیتا ہے- اس لئے بار بار کرنے والی تلقین یہی ہے کہ ہر احمدی مرد و زن بچہ اور بوڑھا اپنی عبادات کی حفاظت کرے عبادات کی بروقت اور احسن رنگ میں ادائیگی اپنی فکروں میں شامل کر لے- اس میں ذرا سی بھی سستی اس کی روح کا آزار اور زندگی کا دکھ ہونی چاہئے- جب یہ احساس ترقی کر کے اس کی روح کا حصہ بن جائے گا تو پھر ایسی کوتاہیاں رونما نہ ہوں گی اور اس کی روح اذیت ناک تکالیف سے محفوظ رہے گی-

اللہ تعالیٰ ہماری روحوں کو اپنے نور سے ہمیشہ منور رکھے- آمین

دیکھتا رہتا ہوں اکثر غیر کی جانب مگر
اٹھ نہیں پاتیں نگاہیں میرے اپنے حال پر
کچھ نظر آتا نہیں ہے زندگی کا ماحصل
اک نہ اک دن میں بدل ڈالوں گا اپنی یہ ڈگر
لیکن اکثر سوچتا ہوں کس طرح ممکن ہے یہ
کون مجھ بھٹکے ہوئے کو ڈال دے گا راہ پر

ابوالاقبال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ نیکی کرکے اپنے تئیں بچا لو۔ قبل اس کے کہ جو وہ ہولناک دن آئے جو ایک دم میں تباہ کردے گا۔ اور فرماتا ہے کہ خدا ان کے ساتھ ہے جو نیکی کرتے ہیں اور بدی سے بچتے ہیں۔ اور پھر اس نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ میرا فضل تیرے نزدیک آگیا یعنی وہ وقت آگیا کہ تو کامل طور پر شناخت کیا جاوے۔ حق آگیا اور باطل بھاگ گیا۔

حاصل مطلب یہ ہے کہ جو کچھ نشان ظاہر ہوا اور ہوگا اس سے یہ غرض ہے کہ لوگ بدی سے باز آویں۔ اور خدا کے فرستادہ کو جو ان کے درمیان ہے شناخت کرلیں۔

پس اے عزیزو جلد ہر ایک بدی سے پرہیز کرو کہ پکڑے جانے کا دن نزدیک ہے۔ ہر ایک جو شرک کو نہیں چھوڑتا وہ پکڑا جائے گا۔ ہر ایک جو فسق و فجور میں مبتلا ہے وہ پکڑا جائے گا۔ ہر ایک جو دنیا پرستی میں حد سے گزر گیا ہے اور دنیا کے غموں میں مبتلا ہے وہ پکڑا جائے گا۔ ہر ایک جو خدا کے وجود سے منکر ہے وہ پکڑا جائے گا۔ ہر ایک جو خدا کے مقدس نبیوں اور رسولوں اور مرسلوں کو بدزبانی سے یاد کرتا ہے اور باز نہیں آتا وہ پکڑا جائے گا۔ دیکھو آج میں نے بتلا دیا۔ زمین بھی سنتی ہے اور آسمان بھی کہ ہر ایک جو راستی کو چھوڑ کر شرارتوں پر آمادہ ہوگا اور ہر ایک جو زمین کو اپنی بدیوں سے ناپاک کرے گا پکڑا جائے گا۔ خدا فرماتا ہے کہ قریب ہے جو میرا قہر زمین پر اترے۔ کیونکہ زمین پاپ اور گناہ سے بھر گئی ہے۔ پس اٹھو اور ہوشیار ہو جاؤ کہ وہ آخری وقت قریب ہے جس کی پہلے نبیوں نے بھی خبر دی تھی۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا کہ یہ سب باتیں اس کی طرف سے ہیں میری طرف سے نہیں ہیں۔ کاش یہ باتیں نیک ظنی سے دیکھی جاویں۔ کاش میں ان کی نظر میں کاذب نہ ٹھہرتا تا دنیا ہلاکت سے بچ جاتی۔ یہ میری تحریر معمولی تحریر نہیں۔ دلی ہمدردی سے بھرے ہوئے حرف ہیں۔ اگر اپنے اندر تبدیلی کرو گے اور ہر ایک بدی سے اپنے تئیں بچالو گے تو بچ جاؤ گے کیونکہ خدا حلیم ہے جیسا کہ وہ قہار بھی ہے۔ اور تم سے ایک حصہ بھی اصلاح پذیر ہوگا۔ تب بھی رحم کیا جائے گا۔ ورنہ وہ دن آتا ہے کہ انسانوں کو دیوانہ کردے گا۔ نادان بدقسمت کہے گا کہ یہ باتیں جھوٹ ہیں۔ ہائے وہ کیوں اس قدر سوتا ہے آفتاب تو نکلنے کو ہے۔

○○○

ایک تو وہ ہیں جو یہ مانتے ہیں کہ انسان تبدیلی اخلاق پر قادر ہے۔ اور دوسرے وہ ہیں جو یہ مانتے ہیں کہ وہ قادر نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ کسل اور سستی نہ ہو اور ہاتھ پیر ہلادے تو تبدیل ہو سکتے ہیں۔ مجھے اس مقام پر ایک حکایت یاد آئی ہے اور وہ یہ ہے۔ کہتے ہیں کہ یونانیوں کے مشہور فلاسفر افلاطون کے پاس ایک آدمی آیا اور دروازے پر کھڑے ہو کر اندر اطلاع کرائی۔

افلاطون کا قاعدہ تھا کہ جب تک آنے والے کا حلیہ اور نقوش چہرہ کو معلوم نہ کرلیتا اندر نہیں آنے دیتا تھا۔ اور وہ قیافہ سے استنباط کرلیتا تھا کہ شخص مذکور کیسا ہے۔ کس قسم کا ہے۔ نوکر نے آ کر اس شخص کا حلیہ حسب معمول بتلایا۔ اور افلاطون نے جواب دیا کہ اس شخص کو کہہ دو کہ چونکہ تم میں اخلاق رذیلہ بہت ہیں میں ملنا نہیں چاہتا۔ اس آدمی نے جب افلاطون کا یہ جواب سنا تو نوکر سے کہا کہ تم جاکر کہہ دو کہ جو کچھ آپ نے فرمایا وہ ٹھیک ہے۔ مگر میں نے اپنی عادات رذیلہ کا قلع قمع کرکے اپنی اصلاح کرلی ہے۔ اس پر افلاطون نے کہا کہ ہاں یہ ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اس کو اندر بلایا۔ اور نہایت عزت و احترام کے ساتھ اس سے ملاقات کی۔

جن حکماء کا یہ خیال ہے کہ تبدیل اخلاق ممکن نہیں وہ غلطی پر ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض ملازمت پیشہ لوگ جو رشوت لیتے ہیں جب وہ سچی توبہ کرلیتے ہیں پھر اگر ان کو کوئی سونے کا پہاڑ بھی دے تو اس پر نگاہ بھی نہیں کرتے۔

توبہ دراصل حصول اخلاق کے لئے بڑی محرک اور معین چیز ہے۔ اور انسان کو کامل بنا دیتی ہے۔ یعنی جو شخص اپنے اخلاق سیئہ کی تبدیلی چاہتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ سچے دل اور پکے ارادے کے ساتھ توبہ کرے۔

معرفت حقانی کے عطا کرنے کے لئے تین دروازے (کلام الٰہی) میں کھلے ہوئے ہیں ایک عقلی یعنی خدائے تعالیٰ کی ہستی اور خلقیت اور اس کی توحید اور قدرت۔ اور رحم اور قیومی۔ اور مجازات وغیرہ صفات کی شناخت کے لئے جہاں تک علوم عقلیہ کا تعلق ہے استدلالی طریق کو کامل طور پر استعمال کیا ہے۔ اور اس استدلال کے ضمن میں صناعیت منطق و علم بلاغت و فصاحت و علوم طبعی و طبابت و ہیئت و ہندسہ و دقائق فلسفیہ و طریق جدل مناظرہ وغیرہ تمام علوم کو نہایت لطیف و موزوں طریق پر بیان کیا ہے۔ جس سے اکثر دقیق مسائل کا پیچ کھلتا ہے۔ پس یہ طرز بیان فوق العادت ہے۔ از قسم اعجاز عقلی ہے کیونکہ بڑے بڑے فیلسوف جنہوں نے منطق کو ایجاد کیا اور فلاسفی کے قواعد مرتب کئے اور بہت کچھ طبعی اور ہیئت میں کوشش اور مغززنی کی وہ بباعث نقصان عقل اپنے ان علوم سے اپنے دین کو مدد نہیں دے سکے۔ اور نہ اپنی غلطیوں کی اصلاح کر سکے۔ اور نہ اوروں کو فائدہ دینی پہنچا سکے۔ بلکہ اکثر ان کے دہریہ اور ملحد اور ضعیف الایمان رہے اور جو بعض ان میں سے کسی قدر خدا تعالیٰ پر ایمان لائے انہوں نے ضلالت کو صداقت کے ساتھ ملا کر اور خبیث کو طیب کے ساتھ مخلوط کرکے راہ راست کو چھوڑ دیا۔ پس یہ الٰہی عقل از قبیل خارق عادت ہے جس کے استدلال میں کوئی غلطی نہیں۔ اور جس نے علوم مذکورہ سے ایک ایسی شائستہ خدمت لی ہے جو کبھی کسی انسان نے نہیں لی۔ اور اس کے ثبوت کے لئے یہی کافی ہے کہ دلائل وجود باری عزاسمہ اور اس کی توحید خالقیت وغیرہ صفات کمالیہ کے اثبات میں بیان (کلام الٰہی) کا ایسا محیط و حاوی ہے جس سے بڑھ کر ممکن ہی نہیں۔ کہ کوئی انسان کوئی جدید برہان پیش کرسکے مگر کسی کو شک ہو تو وہ چند دلائل عقلی متعلق اثبات ہستی باری عزاسمہ یا اس کی توحید یا اس کی خالقیت یا کسی دوسری الٰہی صفت کے متعلق بطور امتحان پیش کرے۔ یا بالمقابل کلام الٰہی میں سے وہی دلائل یا ان سے بڑھ کر اس کو دکھلائے جائیں۔ جس کے دکھلانے کے ہم آپ ہی ذمہ دار ہیں۔ غرض یہ دعویٰ اور یہ تعریف (کلام الٰہی) لاف و گزاف نہیں بلکہ حقیقت میں حق ہے۔ اور کوئی شخص عقائد حقہ کے اثبات میں کوئی ایسی دلیل پیش نہیں کرسکتا جس کے پیش کرنے سے (کلام الٰہی) غافل رہا ہو۔ (کلام الٰہی) باواز بلند بیسیوں جگہ اپنے احاطہ تام کا دعویٰ کرتا ہے۔

خدا تعالیٰ کی اطاعت کرنے والے درحقیقت تین قسم پر منقسم ہیں۔ اول وہ لوگ جو بباعث محجوبیت اور رویت اسباب کے احسان الٰہی کا اچھی طرح ملاحظہ نہیں کرتے اور نہ وہ جوش ان میں پیدا ہوتا ہے جو احسان کی عظمتوں پر نظر ڈال کر پیدا ہوا کرتا ہے۔ اور نہ وہ محبت ان میں حرکت کرتی ہے جو محسن کی عنایات عظیمہ کا تصور کرکے جنبش میں آیا کرتی ہے۔ بلکہ صرف ایک اجمالی نظر سے خدا تعالیٰ کے حقوق خالقیت وغیرہ کو تسلیم کرلیتے ہیں اور احسان الٰہی کی ان تفصیلات کو جن پر ایک باریک نظر ڈالنا اس حقیقی محسن کو نظر کے سامنے لے آتا ہے ہرگز مشاہدہ نہیں کرتے کیونکہ اسباب پرستی کا گرد و غبار مسبب حقیقی کا پورا چہرہ دیکھنے سے روک دیتا ہے۔ اس لئے ان کو وہ صاف نظر میسر نہیں آتی جس سے کامل طور پر معطی حقیقی کا جمال مشاہدہ کرسکتے۔ سو ان کی ناقص معرفت رعایت اسباب کی کدورت سے ملی ہوئی ہوتی ہے۔ اور بوجہ اس کے جو وہ خدا کے احسانات کو اچھی طرح دیکھ نہیں سکتے۔ خود بھی اس کی طرف وہ التفات نہیں کرتے جو احسانات کے مشاہدہ کے وقت کرنی پڑتی ہے۔ جس سے محسن کی شکل نظر کے سامنے آ جاتی ہے بلکہ ان کی معرفت ایک دھندلی سی ہوتی ہے۔ وجہ یہ کہ وہ کچھ تو اپنی محنتوں اور اپنے اسباب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ اور کچھ تکلف کے طور پر یہ بھی مانتے ہیں کہ خدا کا حق خالقیت اور رزاقیت ہمارے سر پر واجب ہے اور چونکہ خدا تعالیٰ انسان کو اس کے وسعت فہم سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا اس لئے ان سے جب تک کہ وہ اس حالت میں ہیں یہی چاہتا ہے کہ اس کے حقوق کا شکر ادا کریں اور (اللہ تعالیٰ عدل کا حکم دیتا ہے) میں عدل سے مراد یہی اطاعت برعائت عدل ہے۔ مگر اس سے بڑھ کر ایک اور مرتبہ انسان کی معرفت کا ہے اور وہ یہ ہے کہ جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں انسان کی نظر رویت اسباب سے بالکل پاک اور منزہ ہو کر خدا تعالیٰ کے فضل اور احسان کے ہاتھ کو دیکھ لیتی ہے اور اس مرتبہ پر انسان اسباب کے حجابوں سے بالکل باہر آ جاتا ہے۔ اور یہ مقولہ کہ مثلاً میری اپنی ہی آب پاشی سے میری کھیتی ہوئی اور یا میرے اپنے ہی بازو سے یہ کامیابی مجھے ہوئی یا زید کی مہربانی سے فلاں مطلب میرا پورا ہوا اور بکر کی خبرگیری سے میں تباہی سے بچ گیا۔ یہ تمام باتیں ہیچ اور باطل معلوم ہونے لگتی ہیں۔ اور ایک ہی ہستی اور ایک ہی قدرت اور ایک ہی محسن اور ایک ہی ہاتھ نظر آتا ہے۔ تب انسان ایک صاف نظر سے جس کے ساتھ ایک ذرہ شرک فی الاسباب کی گرد و غبار نہیں خدا تعالیٰ کے احسانوں کو دیکھتا ہے اور یہ رویت اس قسم کی صاف اور یقینی ہوتی ہے کہ وہ ایسے محسن کی عبادت کرنے کے وقت اس کو غائب نہیں سمجھتا بلکہ یقیناً اس کو حاضر خیال کرکے اس کی عبادت کرتا ہے اور اس عبادت کا نام (کلام الٰہی) میں احسان ہے۔

احسان کے بعد ایک اور درجہ ہے جس کا نام ایتائ ذوالقربیٰ ہے اور تفصیل اس کی یہ ہے کہ جب انسان ایک مدت تک احسانات الٰہی کو بلا شرکت اسباب دیکھتا رہا ہے اور اس کو حاضر اور بلا واسطہ محسن سمجھ کر اس کی عبادت کرتا رہا ہے۔ تو اس تصور اور تخیل کا آخری نتیجہ یہ ہوگا کہ ایک ذاتی محبت اس کو جناب الٰہی کی نسبت پیدا ہو جائے گی۔ کیونکہ متواتر احسانات کا دائمی ملاحظہ بالضرورت شخص ممنون کے دل میں یہ اثر پیدا کرتا ہے کہ وہ رفتہ رفتہ اس شخص کی ذاتی محبت سے بھر جاتا ہے۔ جس کے غیر محدود احسانات اس پر محیط ہو گئے۔ پس اس صورت میں وہ صرف احسانات کے تصور سے اس کی عبادت نہیں کرتا بلکہ اس کی ذاتی محبت اس کے دل میں بیٹھ جاتی ہے۔ جیسا کہ بچہ کو ایک ذاتی محبت اپنی ماں سے ہوتی ہے۔ پس اس مرتبہ پر وہ عبادت کے وقت صرف خدا تعالیٰ کو دیکھتا ہی نہیں بلکہ دیکھ کر سچے عشاق کی طرح لذت بھی اٹھاتا ہے۔ اور تمام اغراض نفسانی معدوم ہو کر ذاتی محبت اس کے اندر پیدا ہو جاتی ہے۔ اور یہ وہ مرتبہ ہے جس کو خدا تعالیٰ نے لفظ ایتائ ذوالقربیٰ سے تعبیر کیا ہے اور اسی کی طرف خدا تعالیٰ نے (اللہ کو یاد کرو جس طرح تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ) اس میں خدا تعالیٰ نے غرض (یقیناً اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے عدل کا اور احسان کا اور ایتائ ذوالقربیٰ کا) کی یہ (تشریح) ہے کہ اس میں خدا تعالیٰ نے تینوں مرتبے انسانی معرفت کے بیان کردیئے اور تیسرے مرتبہ کو محبت ذاتی کا مرتبہ قرار دیا۔ اور یہ وہ مرتبہ ہے جس میں تمام اغراض انسانی جل جاتے ہیں اور دل ایسا محبت سے بھر جاتا ہے جیسا کہ ایک شیشہ عطر سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ اسی مرتبے کی طرف اشارہ ہے (اور لوگوں میں سے وہ جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرتے ہیں اور لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہیں) یعنی

باقی صفحہ 6 پر

ایک اچھی بات

لوگ اپنے عملی نمونے کے ساتھ ایک جذب اور اثر کی صورت رکھتے ہیں اور نیکیوں کا کمال ان کے وجود میں نظر آتا ہے۔ اس لئے کہ انسان بالطبع کمال کی پیروی کرنی چاہتا ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر پرویز پروازی

تازہ بستیاں آباد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسوں کا اڈہ مدتوں' قصر امامت اور الیت المبارک کے پاس رہا۔ جہاں گھاس کے سرسبز و شاداب قطعات کے دائیں بائیں والی سڑکیں ملتی ہیں۔ ایک کونے پر پر اڈہ تھا دوسرے کونے پر مہمان خانہ۔ دار الضیافت بھی اب نئی جگہ پر بنا ہے پہلے اڈہ کے عین ساتھ تھا اب جہاں الیت المبارک کے صحن کے آگے کا وسیع میدان نظر آتا ہے یہاں مہمان خانہ تھا کہ مہمان بس سے اترتے سیدھے مہمان خانہ میں پہنچیں۔ الیت المبارک والا گیٹ بھی بعد کو بنا ہے۔ جب حضرت صاحب پر قاتلانہ حملہ ہوا اس کے بعد۔

حضرت صاحب پر قاتلانہ حملہ ہوا تو غالباً ظہر یا عصر کی عبادت کا وقت تھا۔ ایک شخص خدا معلوم کس طرح عین حضرت صاحب کے پیچھے عبادت میں کھڑا ہو گیا۔ اس نے ایک تیز چاقو اپنی چادر میں چھپا رکھا تھا۔ پہرے داروں کو اس کی حرکات پر ذرا بھی شبہ نہ ہوا۔ عبادات کے دوران یا عبادات کے بعد' جب حضرت صاحب جھکے ہوئے تھے' رکوع کی خاطر یا جوتے پہننے کی خاطر' اس شخص نے عین گردن پر چاقو سے حملہ کر دیا چاقو گردن میں گہرا پیوست ہو گیا۔ خون کے فوارے چھوٹ پڑے۔ ہمارے سکول کے پی ٹی ماسٹر' ماسٹر غلام مرتضٰی صاحب اتفاق سے موجود تھے آپ نے لپک کر حملہ آور کو قابو کیا۔ ان کے سارے کپڑے۔ حضرت صاحب کے خون سے سرخ ہو گئے۔ بہرحال حضرت صاحب اندر تشریف لے گئے۔ اس قاتلانہ حملہ کی خبر جنگل کی آگ کی طرح شہر میں پھیل گئی۔ سب لوگ قصر امارت کی طرف لپکے۔ حملہ آور کو قابو کیا گیا تو حضرت صاحب نے فرمایا اس کی پوری حفاظت کریں اسے کوئی نقصان نہ پہنچنے پائے۔ یہی وجہ تھی کہ کسی نے اس بدقسمت شخص کو کچھ نہیں کہا ورنہ لوگ اس کی تکہ بوٹی کر دیتے۔ ہمیں اتنا یاد ہے اس وقت حضرت صاحب کا ایک پیغام جماعت کے نام پڑھ کر سنایا گیا اور بعد کو الفضل میں بھی چھپا۔ اس دردناک پیغام میں بھی حضرت صاحب نے یہی کہا تھا کہ جماعت کو حوصلہ مندی کے ساتھ اس صورت حال کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ میں یہ ساری تفصیلات اپنی یادداشت کے زور سے لکھ رہا ہوں اس لئے ہو سکتا ہے حضرت صاحب کے پیغام کے اصل الفاظ سے کچھ اختلاف ہو۔ ربوہ والوں کے لئے خاص طور سے وہ وقت بڑا کڑا وقت تھا۔ ہمیں یاد ہے حضرت صاحب کی صحت کے بارہ میں روز بلیٹن شائع ہوتے تھے دعاؤں کی تحریک ہوتی تھی اور لوگ رو رو کر دعائیں کرتے تھے۔ ساری جماعت ازحد بیقرار تھی۔ ربوہ کے در و دیوار سے اداسی ٹپکتی تھی۔ حضرت اماں جان کی وفات کے وقت جو نظارہ دیکھا اسی قسم کی کیفیت سامنے آرہی تھی مگر اللہ کا فضل ہوا اور حضرت صاحب ٹھیک ہو گئے اگرچہ اس زہریلے چاقو کا اثر اعصاب پر پڑا اور گیارہ بارہ برس بعد جب حضرت صاحب کا وصال ہوا تو بھی یہی جانا گیا کہ اس قاتلانہ حملہ کا اثر جسم اور اعصاب پر باقی ہے۔

اس وقت ساری جماعت کو احساس ہوا کہ امام کا وجود جماعت کے لئے کیا ہوتا ہے؟ حضرت صاحب نے تقریباً نصف صدی تک راہنمائی فرمائی۔ اس عرصہ میں دو نسلیں پیدا ہوئیں۔ بڑی ہوئیں اور بوڑھی بھی ہو گئیں۔ اس لئے حضرت صاحب کا وجود ہی جماعت لگتا تھا۔

ہم لوگ محلّہ الف سے اٹھ کر محلّہ دار الرحمت وسطی والے مکان میں آ گئے۔ ساتھ پھوپھا جی کا ایک کمرہ کا مکان تھا اندر سے صحن ایک ہی تھا اس لئے باہر سے مکان بڑا لگتا تھا۔ ہمارے اپنے گھر میں تایا جی محمد خاں' امی ابا' تین بہنیں تین بھائی۔ سب کی سمائی تھی۔ پھر دوسرا کمرہ بنا۔ اس وقت ہم شاید ایف اے کا امتحان دے رہے تھے۔ ربوہ میں بجلی آ گئی تھی مگر ہمارے گھر تک نہیں پہنچی تھی۔ بجلی کے محکمہ میں مکرم احمد زمان صاحب تھے اب ان کی اولاد جرمنی میں بیٹھی ہے۔ سید سجاد حیدر شاہ صاحب تھے۔ ان کی اولاد بھی ہماری شاگرد ہوئی۔ نعیم حیدر کسی ڈائجسٹ میں کام کرتا تھا خدا معلوم کہاں ہے اور کہاں ڈائجسٹ ہو گیا ہے! اس کا ماموں سید ارشاد علی شاہ ہمارا کلاس فیلو تھا۔ اس کے نانا سید سمیع اللہ صاحب ہمارے استاد تھے۔ اللہ بخشے خوب آدمی تھے۔

خدا خدا کر کے بجلی ہمارے گھر تک بھی پہنچی مگر صرف روشنی کے لئے استعمال میں آتی تھی۔ پنکھے چلانے کا رواج بعد میں آیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے گھر میں ائرکنڈیشنر بھی لگے۔ مگر وہ وقت بھی گزر ہی گیا۔ ربوہ میں بجلی کی وہ آنکھ مچولی رہتی تھی کہ پناہ بخدا۔ پہلے پہل میاں مظفر احمد صاحب نے اصرار کر کے حضرت مرزا بشیر احمد کے ہاں ائرکنڈیشنر لگوایا۔ حضرت صاحب نے واپڈا کے احمدی جنرل مینجر چوہدری عبدالحمید صاحب کو ایک خط لکھا۔ چونکہ ہم اس خط کے کاتب ہیں اس لئے ہمیں یاد ہے۔ لکھا تھا "میرے کمرہ میں عزیزم مکرم مرزا مظفر احمد نے ائرکنڈیشنر لگوا دیا ہے۔ اگر بجلی کی کمی بیشی کی وجہ سے اسے کچھ ہوا تو ساری ذمہ داری آپ پر ہو گی" ظاہر ہے یہ خط تفنن کے طور پر لکھا گیا ہو گا مگر وہ ائرکنڈیشنر مدتوں واپڈا کی دست برد سے محفوظ رہا۔ ہمارے اپنے تجربہ میں یہ بات آئی کہ ہم واپڈا کے ڈائریکٹر فنانس کے کمرہ میں بیٹھے تھے کہ اچانک بجلی چلی گئی۔ اور جاتے جاتے ڈائریکٹر صاحب کے ائرکنڈیشنر کی جان بھی لیتی گئی۔ بجلی تو آ گئی ائرکنڈیشنر صاحب دوبارہ زندہ نہ کیا جا سکے۔ ہم نے کہا لو جب واپڈا اپنے ڈائریکٹر فنانس کو نہیں بخشتی تو ہما شما کس شمار قطار میں ہیں؟ سنا ہے ربوہ میں بجلی کی آنکھ مچولی اسی طرح جاری ہے۔ مگر جناب بجلی اور پانی ہے تو واپڈا تو ہو گا! کہا افغان کا ڈر ہے۔ کہا افغان تو ہو گا! ہم بجلی کا ذکر کرتے ہوئے بجلی کی سی تیزی سے دوسری طرف مڑ گئے یہ خیال نہ آیا کہ ربوہ کے ذرائع مواصلات کا تو ذکر کیا ہی نہیں۔ آج لوگ اندازہ بھی نہیں کر سکتے کہ کسی زمانہ میں ربوہ میں کوئی تانگہ نہیں تھا اور تانگہ اس لئے نہیں تھا کہ کوئی سڑک ہی نہیں تھی۔ ہاں رستے ہموار کئے گئے تھے۔ رفتہ رفتہ ان ہموار راستوں پر بجری ڈالی گئی پھر پکی سڑکیں تو کہیں ستر کی دہائی میں آ کر بنی ہیں۔

بسوں کا یہ عالم تھا کہ اکا دکا بسیں چلتی تھیں اور وہ بھی گیس پلانٹ سے۔ گیس پلانٹ بالکل ویسا ہی گیس پلانٹ ہوتا تھا جیسا آجکل ویلڈنگ کرنے والوں کے گیس پلانٹ ہوتے ہیں۔ بس کے پیچھے جہاں آج کل لڑکے لٹکتے ہوتے ہیں وہاں وہ پلانٹ لگا ہوتا تھا۔ اس میں آگ جلتی تھی اور کسی خاص کیمیکل سے گیس پیدا کی جاتی تھی جو انجن کو توانائی مہیا کرتی تھی۔ کون سی گیس تھی؟ ہمیں پتہ نہیں کیونکہ ہم سائنس کے باب میں کورے کورے ہیں۔ ویسے ہمارا خیال ہے ڈاکٹر سید سلطان محمود شاہد صاحب اس گیس کا فارمولا زبانی نہیں بتا سکتے ہوں گے۔ اسی لئے شاید وہ اپنی پرانی تصنیف کردہ کیمسٹری کی کتاب تلاش کر رہے ہیں۔ کتابیں بیچتے وقت شاہد صاحب کو خیال نہ رہا کہ ایک آدھ نسخہ ریکارڈ کے لئے بھی سنبھال لینا چاہئے مگر انہیں کیا خبر تھی کہ ہم ان سے پانچ دہائیوں کے بعد بسوں کو چلانے والی گیس کا نسخہ پوچھ لیں گے۔؟

"دو بس کمپنیاں متروکہ املاک میں شمار ہوتی تھیں۔ ایک کا نام تھا ہمالیہ ٹرانسپورٹ اور دوسری کا نیو سورج ٹرانسپورٹ۔ ہمالیہ کمپنی کا تو پتہ نہیں ہمالیہ سے اتر کر کس کی گود میں گری نیو سورج کمپنی نے نصرت ٹرانسپورٹ کمپنی کا نام اختیار کیا اور ملک فتح محمد خاں صاحب ٹوانہ ایم این اے کی ملکیت میں آئی۔ ان دونوں بس کمپنیوں کی بسیں سرگردھا اور فیصل آباد کے درمیان چلتیں۔ یونائیٹڈ ٹرانسپورٹ ہمارے احمدی پراچگان کی ملکیت تھی اور سرگودھا اور بھیرہ کے درمیان چلتی تھی۔ اس کمپنی کا تخصص یہ تھا کہ لاہور تک اس کے سفر کا وقت مقرر تھا اس لئے یہ بسیں راستے میں زیادہ رکتی نہ تھیں۔ ایک اور ٹرانسپورٹ کمپنی لاہور کے کراؤن سنیما والوں کی ملکیت تھی۔ کراؤن ٹرانسپورٹ یہ بھی لاہور سرگودھا کے درمیان چلتی تھی۔ اس زمانہ میں لاہور کا کرایہ تین روپے تین آنے تھا۔ پھر ہمارے مرزا منیر احمد صاحب کی طارق ٹرانسپورٹ کمپنی سامنے آئی۔ اس کا روٹ بھی لاہور بھیرہ تھا۔ اس کمپنی کی خاص بات یہ تھی کہ لاہور او سرگودھار کے درمیان کم سے کم وقت لیتی تھی مگر ہمیں تو ایک بار لے ہی بیٹھی تھی وہ تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا کہ ہم بچ گئے۔ یہ چھٹی دہائی کی بات ہے۔ ہم پی ایچ ڈی کے سلسلہ میں تین دن لاہور اور تین دن ربوہ میں رہتے تھے۔ قبلہ قاضی محمد اسلم صاحب نے اور ان سے پہلے حضرت مرزا ناصر احمد صاحب نے ہمیں کھلی چھٹی دے رکھی تھی کہ ہم پی ایچ ڈی کے سلسلہ میں جتنی دیر تک چاہیں لاہور میں رک لیں ہماری چھٹیوں پر یا ملازمت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ چنانچہ ہم جمعرات کی شام لاہور چلے جاتے' جمعہ ہفتہ اور توار وہاں ٹھہرتے' لائبریریوں میں تحقیقی کام کرتے اور اتوار کی شام کو واپس ربوہ آ جاتے۔ عموماً ہم وہاں سے شام کے سات بجے کی بس لیتے جو آخری بس ہوتی تھی۔ طارق ٹرانسپورٹ والوں کی یہ بس تاجر حلقہ میں بہت مقبول تھی۔ ہم تاجر تو نہ تھے مگر ہمیں یہ آخری بس بہت مناسب لگتی تھی کیونکہ سارا دن لائبریری میں کام کرنے کو مل جاتا تھا۔ ایسا ہی ایک سفر تھا۔ ہم آخری بس پر لاہور سے چلے۔ ربوہ کے درمیانی درہ کی چڑھائی چڑھتے ہوئے ڈرائیور سامنے سے آنے والی کسی بس یا ٹرک کی روشنی میں اندازہ نہ کر سکا اور بس پہلو کے بل الٹ گئی۔ نہ صرف الٹ گئی بلکہ دو چار لڑھکنیاں کھاتی ہوئی دور جا پڑی۔ ہم بائیں جانب بیٹھے تھے دائیں طرف بھاری تن و توش والے میانوالی کے تاجر تھے اور ان کا سامان وہ سارا ہمارے اوپر آ رہا حواس بجا رہے۔ الٹی ہوئی بس سے نکلے۔ لوگ باگ ہراساں تھے مگر اللہ کا فضل تھا کوئی جانی نقصان نہیں ہوا تھا۔ زخمی تو ہم بھی تھے مگر یہ تسلی تھی کہ ابھی کہیں سے ربوہ والے خدام دوڑتے بھاگتے آ جائیں گے اور ہمیں ہسپتال پہنچا دیں گے۔ چنانچہ ہم ہسپتال پہنچائے گئے۔ ڈاکٹر صاحب نے دیکھا اور فرمایا بظاہر کوئی ہڈی وغیرہ نہیں ٹوٹی۔ ہم نے انہیں بتایا کہ سینہ میں بہت درد محسوس ہو رہی ہے۔ کہنے لگے کوئی بات نہیں حادثہ کا صدمہ ہے ٹھیک ہو جائے گا۔ ہم گھر پہنچ گئے۔ اگلے روز تکلیف بڑھ گئی دوبارہ ہسپتال پہنچے تو ایکسرے ہوا معلوم ہوا زیادہ نہیں بائیں طرف کی اوپر کی تین پسلیاں ٹوٹی ہوئی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے ہمیں بلاستر میں جکڑ دیا اور فرمایا بس اسی طرح یہ پسلیاں خود بخود جڑ جائیں گی جگہ ایسی ہے کہ اگر بوجھ نہ اٹھائیں تو دقت نہیں ہو گی۔ چلئے ہم کچھ دنوں کے لئے پابند بستر ہو گئے۔ اب بھی سرد ہوا چلتی ہے تو وہیں ٹیس سی اٹھتی ہے۔ جب چلی سرد ہوا ہم نے تمہیں یاد کیا۔

اس ہمالیہ ٹرانسپورٹ کی ایک بس ایک بار ملک عمر علی صاحب کی کوٹھی والے درہ کے قریب الٹ گئی۔ ایسی الٹی کہ پہیے اوپر ہو گئے۔ دو چار جانیں بھی تلف ہوئیں۔ ہم نے وہ بس دیکھی تو بہت خوف آیا جو پاکستان سے آتے وقت تک قائم تھا۔ مستزاد خود اپنے آپ کو حادثہ پیش آ گیا۔ انہی دنوں میں ہمارے ایک محلہ دار تھے ملک محمد اشرف صاحب غالباً بیشتر کے دفتر میں کام کرتے تھے۔ وہ سرگودھا جاتے ہوئے گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کمپنی کی کسی بس میں سفر کرتے ہوئے حادثہ کا شکار ہوئے اور جاں بحق تسلیم کی۔ ہمارے ساتھ واقفیت نہیں تھی مگر ہمارے یار ملک فضل الٰہی کے عزیزوں میں سے تھے اللہ بخشے ربوہ کے غالباً پہلے باشندے تھے جو بس کے حادثہ میں جاں بحق ہوئے۔ بھیرہ کے رہنے والے تھے۔ ربوہ میں ان کی حادثاتی موت کا بہت چرچا رہا۔ ان دنوں بسوں کے حادثات غیر معمولی سمجھے جاتے تھے آج کل تو حادثے زندگی کا معمول ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور سال میں ہزاروں لوگ ان کا شکار ہوتے ہیں۔

ملک فضل الٰہی کا ذکر آگیا تو اپنے زمانہ کے انجمن کے ساتھ کلرکوں کا خیال آگیا۔ آج بھی انہیں کلرکی کرتے دیکھتے ہیں تو اللہ کا شکر کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس آزمائش سے جلد ہی نکال لیا۔ فضل الٰہی ہماری طرح ہمارے ساتھ ہی کلرکی کے میدان میں اترا تھا۔ بھیرہ کا رہنے والا نہایت باوفا دوست ہے۔ ہماری عمریں ایک ایک جیسی تھیں اس لئے ہمارا یارانہ بھی بہت تھا۔ فضل الٰہی کلرکی چھوڑ کر مونگ رسول کے اوورسیئر سکول میں داخل ہو گیا اور محکمہ انہار سے اسسٹنٹ انجینئر کی حیثیت سے ریٹائر ہوا۔ اب سعودی عرب میں کسی کمپنی میں کام کرتا ہے۔ اس زمانہ کے ساتھیوں میں سے ارشاد شاید آفس سپرنٹنڈنٹ ہے۔ مولوی جمیل صاحب تو ریٹائر ہو گئے۔ انجمن کے دفتروں پر نگاہ دوڑاتا ہوں تو بہت سے لوگ اس زمانہ کے لگتے ہیں مگر ان سے شناسائی کا سلسلہ نہیں تھا۔

حضرت میاں بشیر احمد صاحب کی وفات بھی ساٹھ کی دہائی کے شروع میں ہوئی۔ ہمیں یاد ہے ہم پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں بیٹھے تھے کہ ایک دوست نے حضرت میاں صاحب کی وفات کی خبر سنائی۔ ہم سیدھے 23 ریس کورس روڈ پہنچے۔ ساری جماعت احمدیہ لاہور وہاں پہنچی ہوئی تھی۔ یہ کوٹھی میاں مظفر احمد صاحب کی سرکاری رہائش گاہ تھی۔ حضرت میاں صاحب کا جنازہ اندر رکھا تھا لوگ ایک دروازہ سے دیدار کے لئے اندر جاتے دوسرے سے نکل جاتے۔ بیماری کی نوعیت کا تو ہمیں علم نہیں مگر اتنا سنا کہ بخار اتنا تیز تھا کہ بار بار برف کے پانی سے جسم کو تر کرنے کے باوجود نہیں اترتا تھا۔ اسی بخار میں آپ نے جان دے دی۔ بہت صدمہ ہوا۔ حضرت میاں صاحب سے احمدی ہونے کے ناطے سے جو تعلق تھا ہمارا تعلق اس سے کہیں زیادہ تھا۔ ہم نے زندگی کا ایسا زمانہ ان کے سائے میں بسر کیا تھا جو نہایت اہم زمانہ ہوتا ہے۔ ہمیں تعلیم کا شوق دلانے میں ان کا بہت ہاتھ تھا۔ جب بھی ملنا ہوتا تعلیم کی ترقی کا پوچھتے رہے۔ مگر اے کاش ہمارے پی ایچ ڈی ہو جانے تک زندہ رہتے تو انہیں کتنی خوشی ہوتی۔ انہیں اس بات کا اشتیاق بھی تھا کہ ربوہ میں ان کے سائے میں پلا ہوا کوئی بچہ تعلیمی لحاظ سے اس مرتبہ تک پہنچے۔

ربوہ کی ساری آبادی ہماری آنکھوں کے سامنے ہوئی۔ کچے مکانوں سے پکے مکانوں' کوٹھیوں تک' سب کے ہم چشم دید گواہ ہیں۔ پہلے پہلے ربوہ میں ملک صاحب خاں صاحب نون نے اپنی کوٹھی بنائی۔ ملک صاحب خاں نون' ڈپٹی کمشنر کے طور پر ریٹائر ہوئے تھے اور نہایت مخلص احمدی تھے۔ عمر بھر نرینہ اولاد کی خواہش میں گھلتے رہے آخر اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹا دیا ملک احمد خاں نون۔ مگر ملک صاحب کی وفات کے بعد وہ ربوہ چھوڑ گئے۔ ملک صاحب خاں صاحب نون سرگودھا کے بڑے زمینداروں میں سے تھے۔ انگریز حاکموں کا دستور تھا کہ وہ مقامی شرفاء میں سے بعض لوگوں کو انتظامی عہدوں پر متعین کیا کرتے تھے۔ ملک سر فیروز خان نون کے والد کمشنر کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے تھے۔ ملک صاحب کی کوٹھی ربوہ کی پہلی پہلی کوٹھی تھی۔ ہم نے ملک صاحب کو ایک یا دو بار دیکھا۔ نہایت متین اور سنجیدہ آدمی تھے مگر ہمیں اس زمانہ میں ان سے مستفید ہونے کا موقعہ نہ ملا۔

یہاں تک لکھ چکے تو احساس ہوا کہ نئی نسل کے لوگ اگر یہ پوچھ لیں کہ شروع میں آپ نے لکھا تھا کہ پانی کا ایک قطرہ تک اس زمین میں نہیں تھا تو ہم اتنے مکانات اور کوٹھیوں پر کوٹھیاں کہاں سے بناتے چلے جا رہے ہیں؟ تو ہم کیا جواب دیں گے؟ ربوہ میں پانی کی یافت بھی عجیب معجزہ ہے۔ جس طرح پہلی عبادت گاہ ہسپتال کے احاطہ میں الیت یادگار کے نام سے کھڑی ہے اسی طرح پہلا ٹیوب ویل البشریٰ والے چوک میں میاں منور احمد صاحب کی کوٹھی والے کونے پر لگا تھا۔ یہ وہ جگہ ہے جس کے بارہ میں حضرت امام الثانی کو بتایا گیا "پاؤں کے نیچے سے مرے پانی بہا دیا" یہ جگہ خواب میں دکھائی گئی۔ اگلے روز اسی جگہ سے جہاں سے کئی بار بورنگ کے باوجود ناکامی ہو چکی تھی پانی نکل آیا صرف وہیں سے نہیں نکلا ربوہ میں ہر جگہ سے نکل آیا۔ پانی نہ نکلتا تو آبادی کہاں سے ہوتی؟ مگر پانی ابتداء میں اتنا نمکین تھا کہ بالکل کڑوا محسوس ہوتا تھا اور پینے کے لئے احمد نگر سے پانی لانا پڑتا تھا۔ اب تو لوگ دریا کا مصفا پانی پیتے ہیں اور سوچ بھی نہیں سکتے کہ کسی زمانہ میں ربوہ کا پانی کڑوا ہوتا تھا۔ رفتہ رفتہ اس پانی کی نمکیت کم ہوتی گئی اور انہیں علاقوں کا پانی اب پینے کے قابل ہو گیا ہے۔ مثلاً دار الرحمت وسطی کا پانی شروع سے ہی نسبتاً میٹھا تھا' اب بھی ہے مگر دار الصدر کا پانی بھی اب پینے کے قابل ہو گیا ہے۔ اس وقت نلکے بھی بہت گہرائی پر جا کر لگتے تھے اس زمانہ میں قریشی فضل حق صاحبان نے بہت محنت کی۔ اسی محنت کا صلہ اللہ تعالیٰ نے دیا کہ اب بورنگ کے سلسلہ میں اتنی گہرائی میں نہیں جانا پڑتا۔

پھر ٹیوب ویل لگے۔ کالج کی عمارت بنانے کا مرحلہ تھا مگر کالج کے احاطہ میں یا کالج کے قریب پانی کا نام و نشان نہیں تھا۔ اس لئے کالج کا ٹیوب ویل دار العلوم میں جا کر لگا۔ وہیں جہاں آس پاس میں ہمارے دوست مسٹر جسٹس محمد اسلام بھٹی صاحب کی زمین تھی۔ پانی اتنی دور سے لانا پڑتا تھا۔ مگر کام کہیں رکا کرتے ہیں؟ کالج کی عمارت بنی' کالج لاہور سے ربوہ منتقل ہوا۔ ہوسٹل میں کئی سو طلباء رہتے تھے سب ہی پانی کے سلسلہ میں مطمئن رہے۔ صرف یہ تھا کہ گھر میں اگر ذاتی نلکے پر ڈونکی پمپ لگا کر پانی اٹھا کر غسلخانوں تک پہنچایا جاتا تھا تو چائے بنانے میں آسانی رہتی تھی۔ قارئین حیران تو ہوں گے کہ یہ کیا شتر گربہ ہے؟ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ہم نے ڈونکی پمپ سے پانی اٹھا کر اپنے گھر کے غسل خانہ تک پانی پہنچا رکھا تھا کہ نہانے دھونے میں آسانی رہے۔ ہمارے ایک زندہ دل مہمان لاہور سے تشریف لائے ہوئے تھے۔ نہانے کے لئے غسل خانہ میں گئے تو تھوڑی دیر کے بعد نوکر کو آواز دی۔ وہ بھاگا بھاگا گیا تو فرمانے لگے "ذرا ایک کپ اور چائے کی پتی لے آؤ" وہ اس مطالبہ پر بھونچکا رہ گیا۔ تو مہمان موصوف نے ڈانٹا کہ "جاتے کیوں نہیں میرا وقت ضائع کر رہے ہو؟ بیگم صاحبہ سے کہو چائے کی پتی اور ایک کپ دے دیں" وہ بیچارا بادل ناخواستہ آیا اور ہماری بیگم تک مہمان موصوف کا مطالبہ پہنچایا۔ انہوں نے ہمیں بھگایا کہ جا کر مہمان کی خیر خیریت دریافت کریں کہ نہاتے میں ان کا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا؟ ہم نے چائے کی پتی کی لم پوچھی۔ فرمانے لگے نہیں اب ضرورت نہیں رہی۔ پانی ٹھنڈا ہو گیا ہے ورنہ شروع شروع میں اتنا گرم پانی نکلا تھا کہ میں نے سوچا اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے چائے ہی بنا لوں۔ بھابھی تکلیف سے بچ جائیں گی۔ سو جناب ہمارے ہاں پانی کا یہ عالم بھی رہا ہے۔ اب تو ٹینکی کا پانی ہے اور ذرا سی دیر میں ٹھنڈا بھی ہو جاتا ہے۔ آجکل کے باشندے اس دور کی صعوبتوں کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ مگر یہ سارا مسئلہ دنیا کو حیران کر دینے کے لئے کافی تھا کہ وہ جگہ جہاں لوگ ہزار ہا روپیہ خرچ کرنے اور رائج الوقت ٹیکنالوجی استعمال کرنے کے باوجود پانی حاصل نہ کر سکے تو اس جماعت کے پاس کیا نسخہ تھا کہ جھٹ پانی نکل آیا۔ نسخہ تو ہمیں بھی معلوم ہے مگر بتانے کو جی نہیں چاہتا کیونکہ وہ نسخہ ہر ایک کے کام نہیں آتا۔ اس نسخہ کی تیاری میں راتوں کی دعائیں اور سحر گاہ کا تضرع شامل کرنا پڑتا ہے۔ یہی اجزاء آجکل نایاب ہو رہے ہیں۔

پانی کے سلسلہ میں کافی دقت بھی رہی گھروں میں نلکے ہونے کے باوجود پینے کا پانی بعض خاص محلوں سے منگوانا پڑتا تھا مثلاً انجمن اور تحریک کے کوارٹرز جس جگہ واقع ہیں وہاں کا پانی پینے کے قابل نہیں ہوا۔ ان لوگوں کو زائد پیسے خرچ کر کے سقہ لگوانا پڑتا تھا جو دار الرحمت سے پانی ڈھوتا تھا۔ اس وقت پینے کے پانی کی قدر ہوئی۔ پھر جن محلوں کا پانی نمکین تھا وہاں یہ عالم بھی تھا کہ پانی میں نمکیات کی کثیر مقدار شامل تھی۔ ہم مذاق میں کہا کرتے تھے کہ حکومت ایٹمی توانائی کے سلسلہ میں خوامخواہ "بھاری پانی" کے مہیا کرنے میں اتنی تگ و دو کر رہی ہے ربوہ سے پانی منگوا لے۔ بھاری پانی کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ اس پانی کی ایک اور خصوصیت یہ بھی تھی کہ اس پانی سے نہانے کے بعد بالوں کا میل وغیرہ نکل جاتا تھا مگر خود پانی نہیں نکلتا تھا۔ پانی کے سارے اجزا بالوں کو یوں گچھا مچھا بنا دیتے تھے کہ الامان و الحفیظ! مگر اس سب کچھ کے باوجود ربوہ آباد ہوا۔ پانی کی فراوانی ہوئی سبزہ بھی ہو گیا۔ جہاں ایک تنکا نہیں اگتا تھا وہاں گلشن احمد نرسری کے اشتہارات الفضل میں شائع ہوتے ہیں۔ زمین گل و گلزار ہو گئی ہے۔ گھروں میں پائین باغ کا رواج بھی ہو گیا ہے۔ کالج کا نیا کیمپس تو نسبتاً زرخیز زمین پر قائم ہوا ہے وہاں روئیدگی تھی مگر وہاں امرودوں کے باغ لگانے کا کوئی نہیں سوچ سکتا تھا۔ امرودوں کے باغ لگانے سے ایک امرود بیچنے والا یاد آیا۔ اس نے کالج کے امرودوں کے باغ کا ٹھیکہ لے رکھا تھا۔ ادھر کوٹ امیر شاہ اور ربوہ والے درہ کے درمیان بھی امرودوں کا ایک باغ تھا۔ شہر میں امرود بکتے تھے۔ اس نے ان امرودوں کو کوٹ امیر شاہ کے باغوں سے ممیز کرنے کے لئے نعرہ ایجاد کیا۔ وہ ہمیشہ کہا کرتا تھا "لو جی لو' یونیورسٹی کے پڑھے لکھے امرود" کالج کے نئے کیمپس کو زبان خلق نے ہمیشہ ہی یونیورسٹی ہی کہا۔ اور زبان خلق کا تو نقارہ خدا ہوتی ہے۔ کالج قومیایا نہ جاتا تو ہم اب تک اسے یونیورسٹی بنا ہی چکے ہوتے۔ خیر وہ وقت بھی اللہ نے چاہا تو ضرور آئے گا۔ ہمارا بھائی نصیر خاں تو اس کیمپس کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتا تھا۔ اس کیمپس کے ایک ایک کمرہ میں نصیر خان کی روح بولتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ مکان یاد کیا کرتے ہیں مکینوں کو!

ربوہ میں مہمانوں کی آمد و رفت کا سلسلہ سارا سال ہی جاری رہتا ہے۔ اب بھی ہو گا۔ اس زمانہ میں دار الضیافت کے انچارج حکیم فضل الرحمان صاحب تھے۔ حکیم صاحب افریقہ میں لمبا عرصہ رہ کر واپس آئے تھے۔ نہایت دبنگ آدمی تھے۔ ان کا بہت رعب داب تھا۔ ہاتھ میں ایک کھونڈ بھی رکھتے تھے۔ ایک دو فقیر' عین کھانے کے وقت آٹپکا کرتے تھے۔ حکیم صاحب انہیں نہایت احترام سے کھانا دے دیا کرتے تھے۔ کسی نے کہا یوں فقیروں کو کھانا دیتے رہئے گا تو سارے علاقہ کے فقیر اپنے اپنے کشکول لئے آموجود ہوں گے۔ حکیم صاحب مسکرائے فرمایا یہ میرا کھونڈ کس مرض کی دوا ہے؟ مگر ہم نے انہیں کسی فقیر کو روٹی دینے سے انکار کرتے یا جھڑکتے نہیں دیکھا۔ فرماتے تھے جس کا لنگر ہے اس نے یہی طریق رکھا تو میں اس طریق کو کیسے چھوڑ دوں؟ دار الضیافت میں مہمانوں کی ریل پیل رہتی تھی۔ صبح کے وقت کھانے میں دال اور شام کے وقت کے کھانے میں آلو یا شلجم گوشت ہوتا تھا۔ یہ طریق پرانا تھا اور نہ جانے کب سے چلا آتا تھا۔ جب کالج بن رہا تھا۔ حضرت میاں ناصر احمد صاحب سائیکل پر سوار آتے۔ جلدی جلدی کھانا کھاتے اور کالج پہنچ جاتے تاکہ کام کی نگرانی میں کوئی کوتاہی نہ ہو۔ ہمیں ایک دو بار انہیں دیکھنے کا موقعہ ملا۔ خاموشی سے آتے۔ دال روٹی جو کچھ میسر ہوتی کھاتے اور یہ جا وہ جا۔ ایسا ہی جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ہم نے موجودہ امام ہمام کو دیکھا۔ تنور پر بیٹھے ہیں تازہ تازہ روٹی اترتی دیکھ رہے ہیں۔ ایک روٹی کھا رہے ہیں سالن کی پرواہ نہیں۔ اگر کسی نے سالن سامنے رکھ دیا تو لقمہ اس میں ڈبو لیا ورنہ سادہ روٹی کھا کے چلتے ہوئے۔

دار الضیافت نئی عمارت میں منتقل ہوا تو مرزا معظم بیگ صاحب اس کے انچارج بنے۔ یہ بزرگ ربوہ کے ماحول کے نہیں تھے۔ باہر سے تشریف لائے تھے۔ اسی لئے شاید زیادہ دیر تک ٹکے نہیں۔ اب تو منور جاوید صاحب نے خوب کام سنبھال لیا ہے حالانکہ مغلپورہ میں ریلوے ورکشاپ موجود ہے لنگر خانہ کی ٹریننگ کا کوئی بندوبست نہیں۔ پتہ نہیں کہاں سے اتنا تجربہ لے آئے کہ اس عالمی لنگر کو بڑی خوبی سے چلا رہے ہیں۔ خادم تھے تو گنج مغلپورہ کی مجلس کی وجہ سے معروف تھے۔ ہم سمجھا کرتے تھے گنج مغلپورہ میں

باقی صفحہ 6 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تحریر- گنی ڈائر ترجمہ عاصم جمالی

کیا جلاوطن بادشاہوں کی واپس ممکن ہے؟

بالعموم شخصی حکومت کی ریاست میں ہمیشہ کا خسارہ ہے۔ اس صدی میں تقریباً دو درجن بادشاہوں کا تختہ اقتدار الٹایا گیا ہے۔ یہ زمانہ 18-1917ء میں روسیوں' جرمنوں' آسٹریلین اور ترکی شہنشاہوں سے لے کر 1970ء کی دہائی میں افغان بادشاہوں تک ممتد ہے۔ صرف شہنشاہ سپین جوئن کارلوس ہی اپنا تاج و تخت واپس لینے میں کامیاب ہو سکے ہیں۔ لیکن اب تمام بلقان میں یہ امکانات روشن ہوتے جا رہے ہیں۔ پچھلے ماہ کے وسط سے البانیہ کے لمبے ترین شخص لیکا زوگو (جس کا قد چھ فٹ آٹھ انچ ہے) محصور صدر شالی بریشا کی اشیرباد سے شمالی افریقہ کی جلاوطنی سے واپس آیا ہے۔ ہونے والے صدر لیکا اول نے ملکہ سوسن سے کنارہ کشی کر لی تھی - سابقہ آسٹریلوی ڈیزائنر سوسن سولن وارڈ) وقتی طور پر جوہنسبرگ میں واپس آ گئے ہیں۔ کیونکہ حال میں البانیہ نسبتاً زیادہ خطرناک جگہ بن گیا تھا۔ لیکن لیکا بعزم صمیم تاج و تخت واپس لینے کے لئے تلے ہوئے ہیں۔

واقعتاً وہ پہلے ہی سے البانیہ کے صدر کے طور پر گفتگو کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ البانیہ کے اکثریتی علاقہ کوسوو کو سربیا سے بالجبر واپس لینے کو نظرانداز نہیں کرتے۔ اگرچہ وہ مدبرانہ طور پر کہتے ہیں کہ "میں امید کرتا ہوں کہ یہ ضروری نہیں ہو گا۔ کیونکہ آخری چیز جسے میں چاہتا تھا وہ بلقان میں ایک دوسری جنگ ہے" صدر بریشا اتحادیوں سے مایوس نہیں۔ جنہوں نے پہلے سے بادشاہت کے احیاء کے لئے ریفرنڈم کا وعدہ کر رکھا ہے۔

تمام بلقانی ممالک 1945ء سے قبل بادشاہتوں پر مبنی تھے۔ اکثر شاہی خاندانوں کو جرمنی سے لایا گیا تھا جب انہوں نے انیسویں صدی میں ترکی کے اقتدار سے نجات حاصل کی تھی۔ تمام بادشاہوں (ماسوائے یونان کے) کا کمیونسٹوں نے سرد جنگ کے آغاز سے پیشتر پیچھا کیا۔ اور اب وہ تمام اس کوشش میں ہیں کہ وہ واپس جائیں۔

جن کی کامیابی ممکن نظر آتی ہے وہ بلغاریہ کے بادشاہ سیمون ہیں۔ (جنہیں سیمون کوبرگوسکی کے نام سے جانا جاتا ہے جو میڈرڈ میں بزنس کنسلٹنٹ ہیں) ان کا کہنا ہے کہ اگر بلغاریہ کی پارلیمنٹ اس مسئلہ پر کہ کیا جمہوریت یا بادشاہت پر ریفرنڈم کرانے کا فیصلہ کرتی ہے تو میں اس فیصلہ کی تائید و حمایت مظاہروں کے بعد پچھلے ماہ منتخب ہوتی ہے جس نے کمیونسٹوں کو اقتدار سے بھگا دیا ہے ہو سکتا ہے کہ ایسا کرنے کا فیصلہ کرے۔

سیمون نے ایک سال قبل بلغاریہ کا سفر کیا تھا۔ (انہوں نے نو سال کی عمر میں 1946ء میں وطن چھوڑا تھا۔) اس وقت پچاس ہزار لوگ ان کے استقبال کو باہر نکلے تھے۔ ایک حالیہ رائے عامہ کے جائزہ نے ان کو بلغاریہ کا مقبول ترین شخص قرار دیا ہے۔ دائیں دھڑے کے اتحاد کے بہت سے ممبروں نے۔ جنہوں نے پچھلے ماہ کے الیکشن میں کامیابی حاصل کی ہے واضح طور پر سیمون کی واپسی کی حمایت کی ہے۔ اور ان کا بیٹا صدر پیٹر ستوی کوف صلاح کار کے طور پر کام کر رہا ہے۔

لندن کی ایک انشورنس کمپنی کے بروکر لیگزنڈر کارڈ جورجووک کے امکانات کمتر روشن ہیں۔ آپ پیٹر دوئم کے بیٹے ہیں جو یوگوسلاویہ کے آخری تاجدار تھے۔ یوگوسلاویہ میں سے سربیا بچا ہے جو بنیادی طور پر اب بھی ڈکٹیٹر سلوبوڈان ملوسوک کے زیر تسلط ہے۔ جسے وفاداری کا وقت میسر نہیں ہے۔ لیکن ملوسوک ان دنوں نسبتاً کم مقبول ہیں۔ جنہوں نے ایک سفاکانہ لڑائی میں شکست کھائی جو ایک بڑے سربیا کو بنانے کے لئے پانچ سال قبل لڑی گئی تھی۔ بلغراد میں مہینوں کے مظاہروں کے دوران جو انتخابی دھاندلیوں کے خلاف اس سال کے اوائل میں کیے گئے تھے۔ حزب اختلاف کے سربیا کے تینوں لیڈر لندن میں تاجدار شہزادہ الیگزنڈر سے ملنے گئے تھے۔ ان میں سے ایک ووک ڈراسکووک نے یہ عہد کیا کہ وہ الیگزنڈر کی شہرت کو بحال کرائے گا اگر وہ اس سال کے صدارتی الیکشن جیت جاتا ہے۔ اور اعلان عام کیا کہ سربیا کو جوئن کارلوس کی ضرورت ہے۔

الیگزینڈر کو اسی امر سے دلچسپی ہے کہ وہ سربیا کو ڈکٹیٹر شپ سے جمہوریت کی طرف لے آئے۔ یہی کام جوئن کارلوس نے سپین میں ایک لمبے عرصے سے حکمران ڈکٹیٹر فرانکو کی وفات کے بعد کیا۔ اس امر کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے میں مثبت سوچ رکھتا ہوں۔ میرا کام "کافی" کے مسئلہ پر مصالحت کرانے کا ہے اور واپسی کا موزوں موقع تلاش کرنے کا۔ یہ بہت فقید المثال ہو تا اگر حالیہ لڑائیاں تواتر سے لڑی جاتیں۔

الیگزیڈر کے تاج و تخت کے حصول کے مواقع بہتر ہو جاتے اگر وہ روانی سے سربین بول سکتے۔ (آپ 1945ء میں بحالت جلاوطن لندن میں پیدا ہوئے۔ آپ نے صرف ایک دفعہ 1991ء میں سربیا کا سفر کیا) اور ملوسوک کا اتنی جلدی اتنی جلدی لندن چھوڑنے کا کوئی منصوبہ نہیں ہے۔

آخر پر مائیکل ہوہنزولرن میں جو ایک ریٹائرڈ مارکیٹ باغبان ہیں جو جنیوا میں رہ رہے ہیں کبھی وہ رومانیہ میں حکمران تھے۔ ان کو حالیہ مہینوں میں رومانیہ گورنمنٹ نے ان کے شہری حقوق واپس کئے ہیں۔ اور انہیں بخارسٹ آنے کی دعوت دی ہے۔ جہاں کے ان کے حامیوں کا جمگھٹا تھا۔

رومانیہ کے نئے صدر امیل کانسٹینکو نے ان کے ساتھ ایک عشائیہ میں شرکت کی۔ رومانیہ کے بیرونی سفارت خانوں کو یہ ہدایت کی گئی ہے کہ وہ مائیکل سے خطاب "یور میجسٹی" کر کے کریں۔ حال ہی میں وہ مغربی یورپ کا دورہ کر رہے ہیں اسی کوشش کے ساتھ کہ وہ حکومتوں کو رضامند کریں کہ وہ رومانیہ کی نیٹو میں شمولیت سابق سوویت بلاک صف اول کے یورپی یونین میں کرے۔ یہاں تک کہ انہوں نے ملکہ کے ساتھ بھی ایک ظہرانے میں شرکت کی۔ لیکن اغلباً وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکیں گے آج کے رومانیہ کے مسائل کم ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ رومانیہ نے تو پرامن طور پر سابق کمیونسٹوں کو نکال باہر کیا ہے جو 1989ء سے اقتدار سے چپکے ہوئے تھے۔ اس کے اپنے ہمسائیوں کے ساتھ اچھے تعلقات ہیں۔ اور اس کی معیشت بہتر ہونی شروع ہو گئی ہے۔ اسے شہنشاہیت کے روایتی طلب علم کی ضرورت نہیں ہے۔

یہ وہ ممالک ہیں جہاں سیاست اور معیشت دونوں اصلاح کی حالت سے باہر شکستہ ہو گئیں تھیں۔ جس سے اس خیال کو تقویت ملی کہ شہنشاہیت اصلاح احوال کی اچھی صورت پیدا کر سکتی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ البانیہ کے لیکا' بلغاریہ کے سیمون' اور یہاں تک کہ سربیا کے الیگزنڈر کا حقیقی موقعہ ہے کہ انہیں واپسی کی دعوت دی جائے۔ لیکن ماہ عسل (ہنی مون) کا قرار خلاف قیاس ہے۔ کیونکہ بلقانی وفادار ایک لمبا عرصہ تک عام لوگوں کی زندگی گزار چکے ہیں۔ رومانی واقعات اور عارفانہ باتیں قصہ پارینہ ہو چکے ہیں۔ اور ان کے بغیر ایک بادشاہ کمزور اور مضحکہ خیز وجود بن جاتا ہے۔ برطانیہ کی ملکہ الزبتھ سے پوچھا جا سکتا ہے۔ اس کے بچے اور میاں گہری پریشانی میں مبتلا ہیں۔ انہیں اب کچھ ٹیکس بھی ادا کرنے پڑتے ہیں۔ اور آدھے برطانوی باشندے کہتے ہیں کہ وہ بادشاہت کو نہیں چھوڑنا چاہتے۔ اگلے چند سالوں میں آسٹریلیا میں اس کے متعلق ریفرنڈم ہو گا۔ صرف فجی ہی وہ ملک ہے جو اسے چاہتا ہے۔

فجی نے دس سال پیشتر ملکہ الزبتھ پر انحصار کیا تھا۔ ایک لڑائی کے حصے کے طور پر جس کے نتیجے کے طور پر جنرل سٹیونی رابو کا اقتدار میں آئے۔ لیکن اب وہ اسے فجی کی آئینی ملکہ بنانا چاہتے ہیں۔ اور فجی کی آبادی کی اکثریت اس بارے میں بہت پرجوش ہے۔ یہ ایک میچ ہے جو بہشت بریں میں کھیلا جا رہا ہے۔ فیوڈل ذہن کے فجیوں اور ملکہ کے درمیان جوان کے دائرہ سے ممکن حد تک دور ہے۔ اس فاصلہ سے بادشاہت اب بھی چمک رہی ہے۔ اگرچہ یہ اب بہت کمتر روشن ہے جب وہ فی الواقعہ ان کے پاس آئے اور ان کے درمیان رہے!

(روزنامہ ڈان لاہور 24- مئی 1997ء)

بقیہ صفحہ 3

بعض صاحب ایمان لوگوں میں سے وہ بھی ہیں کہ اپنی جانیں رضاء الٰہی کے عوض میں بیچ دیتے ہیں۔ اور خدا ایسوں ہی پر مہربان ہے۔ اور پھر فرمایا (-) وہ لوگ نجات یافتہ ہیں جو خدا کو اپنا وجود حوالے کر دیں اور اس کی نعمتوں کے تصور سے اس طور سے اس کی عبادت کریں کہ گویا اس کو دیکھ رہے ہیں۔ سو ایسے لوگ خدا کے پاس سے اجر پاتے ہیں۔ اور نہ ان کو کچھ خوف ہے اور نہ وہ کچھ غم کرتے ہیں یعنی ان کا مدعا خدا اور خدا کی محبت ہو جاتی ہے۔ اور خدا کے پاس کی نعمتیں ان کا اجر ہوتا ہے اور پھر ایک جگہ فرماتا ہے (-) یعنی صاحب ایمان وہ ہیں جو خدا کی محبت سے مسکینوں اور یتیموں اور قیدیوں کو روٹی کھلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس روٹی کھلانے سے تم سے کوئی بدلہ اور شکرگزاری نہیں چاہتے اور نہ ہماری کچھ غرض ہے۔ ان تمام خدمات سے صرف خدا کا چہرہ ہمارا مطلب ہے۔ اب سوچنا چاہئے۔ کہ ان سے کس قدر صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ کلام الٰہی نے اعلیٰ طبقہ عبادت الٰہی اور اعمال صالحہ کا یہی رکھا ہے کہ محبت الٰہی اور رضائے الٰہی کی طلب سچے دل سے ظہور میں آوے۔

بقیہ صفحہ 5

رہتے ہیں ضرور گنجے ہوں گے مگر یہ تو گنج گرانمایہ نکلے!

بات اب عام آدمیوں سے نکل کر گنجہائے گرانمایہ تک پہنچنے لگی اس لئے ہمیں رک جانا چاہئے۔ ابھی تک تو لوگ ہمارے مضمونوں کو دلچسپی سے پڑھتے ہیں اس لئے لکھے دیتے ہیں۔ کل کیا جانئے کیا ہو۔

امیر جمع ہیں احباب درد دل کہہ لے
پھر التفات دل دوستاں رہے نہ رہے!

احمدیہ ٹیلی ویژن انٹرنیشنل کے پروگرام

پاکستانی وقت کے مطابق

ہفتہ 26- جولائی 1997ء

1-00 رات - خطبہ - از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع۔
2-00 احمدیہ ٹیلی ویژن ورائٹی۔
4-00 اگلی شفٹ کے پروگرام۔
4-05 تلاوت - حدیث - خبریں۔
4-30 چلڈرنز کارنر - ملاقات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع۔
5-00 لقاء مع العرب۔
6-00 احمدیہ ٹیلی ویژن - یو۔ ایس۔ اے۔ پروڈکشن ایک عیسائی پادری کے سوالات کے جواب - از ایم - اے - چیمہ نمبر 11۔
7-00 حضرت صاحب کا افتتاحی خطاب (دوبارہ ٹیلی کاسٹ)
10-05 تلاوت - حدیث - خبریں۔
10-30 چلڈرنز کارنر۔ ملاقات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع۔
11-00 سرائیکی پروگرام۔
12-00 طبی معاملات - از ڈاکٹر ایم - ایچ - خان۔
1-00 لقاء مع العرب۔
2-00 جلسہ سالانہ یو- کے 1997ء کے دوسرے اجلاس کا براہ راست پروگرام - تلاوت

کلام الٰہی مع اردو ترجمہ۔ نظم (اردو)۔
2-15 تقریر۔ کلام الٰہی کے معجزات" از مظفر کلارک۔ برمنگھم۔
2-40 تقریر "لیکھ رام کی ہلاکت" از اسماعیل۔ بی۔ کے۔ آڈو۔ (سابق سفیر حکومت غانا)۔
3-05 تقریر۔ امامت کے بارے میں از مکرم عطاء المجیب راشد۔
3-30 نظم اردو۔
3-45 خطاب حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع خواتین کے جلسہ گاہ سے۔
4-05 تلاوت۔ خبریں۔
5-00 جلسہ سالانہ یو کے کی جھلکیاں۔
7-00 مختلف وفود کے انٹرویو۔
8-00 تیسرا اجلاس۔ تلاوت کلام الٰہی بمع اردو ترجمہ۔ قصیدہ (فارسی)۔
8-30 خطاب از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع از جلسہ سالانہ یو۔ کے۔ 1997ء
10-05 تلاوت۔ حدیث۔ خبریں۔
10-35 احمدیہ ٹیلی ویژن۔ ورائٹی۔
11-00 تعلیم دین حق۔ روحانی خزائن۔

اتوار 27۔ جولائی 1997ء

12-00 احمدیہ ٹیلی ویژن۔ ورائٹی۔
1-00 دینی تعلیمات۔ روحانی خزائن۔
2-00 رات۔ چینی زبان سیکھئے۔
3-30 حکایات شیریں۔
4-05 تلاوت۔ حدیث۔ خبریں۔
4-30 چلڈرنز کارنر۔
5-00 لقاء مع العرب۔
6-00 احمدیہ ٹیلی ویژن۔ یو۔ ایس۔ اے۔ پروڈکشن انٹرویو۔ ڈاکٹر عبدالحلیم صدر جماعت احمدیہ واشنگٹن۔
7-00 صبح خطاب۔ از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع۔ تیسرا اجلاس جلسہ سالانہ یو۔ کے۔ 1997ء۔
10-05 تلاوت۔ حدیث۔ خبریں۔
10-30 چلڈرنز کارنر۔
11-00 خطاب حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع۔ خواتین کے جلسہ گاہ سے۔ (دوبارہ)۔
1-00 دوپہر۔ لقاء مع العرب۔
2-00 چوتھا اجلاس۔ تلاوت کلام الٰہی۔ بمع اردو ترجمہ۔ نظم (اردو)۔
2-15 تقریر۔ از نصیر احمد صاحب قمر (مدیر الفضل انٹرنیشنل)۔
2-45 تقریر۔ موجودہ وقت کے دو (اہم تقاضے دعوت الی اللہ۔ اور تربیت از ڈاکٹر افتخار احمد ایاز صاحب (امیر برطانیہ)۔
3-15 ممتاز مہمانوں کی مختصر تقاریر۔
3-30 عالمی مجلس عرفان (بزبان انگریزی)۔
5-00 عالمی بیعت۔
5-35 تلاوت۔ خبریں۔
6-00 جلسہ سالانہ یو۔ کے کی جھلکیاں۔
7-00 مختلف وفود کے انٹرویو۔
8-00 آخری اجلاس۔ تلاوت کلام الٰہی اور اس کا اردو ترجمہ۔
8-30 لائیو اختتامی خطاب از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع۔ جلسہ سالانہ۔ یو۔ کے۔ (1997ء)۔
10-05 تلاوت۔ حدیث۔
11-00 اردو کلاس۔

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ مکرم شیخ مطیع الرحمٰن صاحب مقیم ڈنمارک کی بہن شمیم فرحت صاحبہ اہلیہ مکرم قریشی فیروز محی الدین صاحب (حال سویڈن) پر فالج کا شدید حملہ ہوا تھا۔ اب وہ بفضل اللہ تعالیٰ رو بصحت ہیں اور ہوش میں آگئی ہیں۔ تمام احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ فالج کے باقی ماندہ اثرات بھی اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے زائل فرما دے اور موصوفہ کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا ہو۔

○ محترمہ انیسہ فاضل صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ دارالرحمت غربی ربوہ کی بھانجی عزیزہ نعیمہ اہلیہ مکرم نعیم احمد صاحب آف لاہور کو اچانک سانس کی تکلیف ہو گئی ہے۔ جس کی وجہ سے انہیں لاہور ہسپتال داخل کیا گیا ہے۔ آکسیجن لگی ہوئی ہے۔ صحت و عافیت اور درازی عمر کے لئے درخواست دعا ہے۔

○ محترمہ فریدہ تنویر شاہ صاحبہ دارالعلوم غربی حلقہ خلیل کی بھانجی امتہ الباسط صاحبہ اہلیہ مکرم شیخ نعیم اللہ صاحب آف جرمنی دماغی عوارض کی وجہ سے شدید علیل ہیں۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ معجزانہ طور پر شفاء کاملہ عطا کرے صحت والی زندگی عطا کرے۔

بقیہ صفحہ 1

دونوں معنوں میں آیت ایسے لوگوں پر لعنت بھیج رہی ہے اور ان کی ہلاکت کی خبر دے رہی ہے (-) یہی وہ لوگ ہیں جو کھلی گمراہی میں ہیں۔

اب یاد رکھیں کہ جو لوگ ذکر الٰہی سے غافل رہتے ہیں ان کی یہی منزل ہے جو بیان کی گئی ہے کوئی شخص جو ذکر الٰہی کی راہ میں آگے نہیں بڑھ رہا وہ اپنے مقام پر کھڑا نہیں رہا کرتا۔ وہ رفتہ رفتہ ان لوگوں میں شامل ہو رہا ہوتا ہے جن کے دل خدا کے لئے سخت ہو چکے ہیں۔ اور ایسا شخص جو ذکر الٰہی میں لذت نہیں پاتا اس کے دل کو کوئی اور چیز سنبھال نہیں سکتی کیونکہ وہ لذت کے بغیر اپنے دل کو چھوڑ نہیں سکتا اس لئے خدا کی بجائے دنیا کی لذتیں دن بدن، رفتہ رفتہ اس کے دل پر قابض ہوتی چلی جاتی ہیں۔ پس یہ بہت ہی خطرناک مقام ہے۔ سمجھنا چاہئے بیچ کی کوئی راہ نہیں ہے۔ یہ نہیں کہ ذکر الٰہی نہ بھی کرو تو گزارہ ہو جائے گا، کم سے کم ہم سخت دل تو نہیں ہیں۔ فرمایا یہ ذکر کرنے والے ہیں یا سخت دل ہیں بیچ میں تو کوئی وجود ہی اور نہیں ہے۔ جو ذکر نہیں کرے گا اس نے لازماً سخت دل ہو جانا ہے۔ پس اس کے خلاف تنبیہ کی گئی ہے۔

(از خطبہ یکم اپریل 1994ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 25 جولائی-1997ء
درجہ حرارت کم از کم 26 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 34 درجے سنٹی گریڈ

○ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف نے کہا ہے کہ پنجاب میں فرقہ واریت نہیں دہشت گردی ہو رہی ہے۔ وزیر اعظم کراچی کا مسئلہ مذاکرات کے ذریعے حل کرنے میں کوشاں ہیں وہ چاہتے ہیں کہ بدامنی اور تشدد کی لہر افہام و تفہیم کی فضا پیدا کر کے ختم کی جائے۔ بدامنی کا سبب پولیس کی نااہلی ہے۔ دیانت دار افسر لگائے ہیں لیکن ان کی دیانت داری نیچے منتقل نہیں ہو رہی' وردی میں ڈاکے ڈالے جا رہے ہیں۔ آئندہ میرٹ پر کوئی سمجھوتہ نہیں ہو گا۔ کارکن کرپشن کی نشاندہی کریں۔

○ وفاقی حکومت نے دہشت گردی پر کنٹرول کے لئے آل پاکستان اسلحہ لائسنس منسوخ کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اور ارکان اسمبلی کی سفارش پر جاری ہونے والا اسلحہ بھی جمع کرانے کا حکم دیا ہے۔ 15 دن کے اندر جمع نہ کرانے والوں کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔

○ آئی ایم ایف پاکستان کو ایک ارب ساٹھ کروڑ ڈالر کا قرضہ دینے پر تیار ہو گیا ہے۔ قرض کی پہلی قسط ستمبر میں جاری ہو گی وفاقی وزیر خزانہ سرتاج عزیز نے کہا ہے کہ آئی ایم ایف نے موجودہ حکومت کے اقتصادی پروگرام کی تعریف کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ قرضے کی کل رقم تین برس میں ملے گی۔

○ وزیر اعظم نواز شریف نے کہا ہے کہ وہ دن دور نہیں جب ہم ترقی یافتہ ملکوں میں شامل ہو جائیں گے عوام باعزت طریقے سے 21ویں صدی میں قدم رکھیں گے۔

○ احتساب سیل نے سرحد کے سابق وزیر اعلیٰ آفتاب احمد خان شیرپاؤ اور سابق چیف سیکرٹری سرحد اعجاز چیمہ کے خلاف قومی خزانے کو ڈیڑھ کروڑ روپے نقصان پہنچانے کے الزام میں ریفرنس دائر کیا ہے۔

○ بھارتی وزیر اعظم کے دعوے پر تبصرہ کرتے ہوئے پاکستان نے واضح کیا ہے کہ اس کے پاس اپنی دفاعی ضروریات کا بھی اسلحہ نہیں ہے۔ جبکہ بھارت کے پاس اس کی دفاعی ضروریات سے کہیں زیادہ ہتھیاروں کے انبار ہیں۔ وزارت خارجہ کے قائمقام سیکرٹری نے پریس کانفرنس میں بتایا کہ پاکستان سلامتی کونسل کے غیر مستقل ارکان کی تعداد بڑھانے کا حامی ہے۔

○ پیپلز پارٹی کی چیئر پرسن محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ ملک تباہی کی طرف بڑھ رہا ہے سیاسی قوتیں بے بس ہو چکی ہیں۔ نواز حکومت آئی ایم ایف کے ایجنڈے پر کام کر رہی ہے۔ احتساب سیل کے چیئرمین سیف الرحمان خود سب سے بڑے نادہندہ ہیں۔

○ وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم کے سیکرٹری ڈاکٹر کمال احمد کی بیوی ڈاکٹر حنا کمال سے دن دیہاڑے دو مسلح ڈاکو ایس بلاک گلبرگ نو لاہور میں ایک لاکھ روپے کے زیورات اور قیمتی گھڑی چھین کر فرار ہو گئے۔

○ پسرور میں بجلی کی مسلسل بندش سے تنگ آکر مسلح افراد نے ایکسین واپڈا پسرور کے دفتر پر حملہ کر کے ایکسین سمیت واپڈا کے متعدد اہلکاروں کی پٹائی کر دی۔

○ مانگا منڈی کے نزدیک ایک تیز رفتار بس اور ٹرالی کے درمیان خوفناک تصادم کے نتیجہ میں 10۔ افراد ہلاک اور 20 شدید زخمی ہو گئے ہیں۔

○ جماعت اسلامی پنجاب نے زرعی ٹیکس کے خاتمے کے لئے تحریک چلانے اور امن عامہ کے قیام کے لئے رابطہ کمیٹیاں قائم کرنے کا اعلان کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ حکومت بدامنی پر قابو پانے میں ناکام ہو گئی ہے۔ دینی اداروں کے خلاف مہم عالمی سازش کا حصہ ہے اسے فوراً بند کیا جائے۔ پنجاب کے لوگ نہ گھروں میں محفوظ ہیں اور نہ خدا کے گھر میں۔

○ امریکہ نے پاکستان پر زور دیا ہے کہ توہین رسالت کا قانون ختم کر دیا جائے۔ امریکی وزارت خارجہ کی رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ پاکستان میں کئی بار غیر مسلموں سے زیادتی ہوئی ہے۔ لیکن پولیس ذمہ داروں کو سزا دینے میں ناکام رہی ہے۔ غیر مسلموں کو عدم تحفظ کا احساس ہے۔ پاکستان میں غیر مسلموں کو اپنا مذہب تبدیل کرنے کی اجازت ہے لیکن مسلمانوں کا کوئی دوسرا مذہب اختیار کرنا قانونی جرم ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ پاکستان میں 295 سی کے تحت توہین رسالت کی سزا موت مقرر ہے۔ 1996ء میں ایک غیر مسلم ایوب مسیح کے خلاف توہین رسالت کا مقدمہ قائم کیا گیا۔ اور اس قانون کے تحت درجنوں افراد کے خلاف توہین رسالت کے مقدمات بنائے گئے۔ 1996ء میں شانتی نگر پر مسلمانوں نے عیسائیوں کے گھر اور چرچ تباہ کر دیئے۔ پولیس ناکام رہی۔ امریکی حکومت نے بار بار توہین رسالت کے قانون کو ختم کرنے کا پاکستان سے مطالبہ کیا ہے۔

○ پاکستانی دفتر خارجہ کے ترجمان نے کہا ہے کہ امریکہ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ پاکستان کے کسی قانون پر تبصرہ کرے۔ یہ تبصرہ پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت نہیں ہے۔ وزارت خارجہ پاکستان کے ترجمان امریکی انتظامیہ کے اس بیان پر تبصرہ کر رہے تھے جس میں پاکستان سے کہا گیا ہے کہ وہ توہین رسالت کے قانون میں تبدیلی یا خاتمہ کرے۔

○ سعودی عرب میں "ٹوپی والا برقع" عورتوں کے لئے لازمی قرار دے دیا گیا ہے ایسے نقابوں کی تیاری اور درآمد پر پابندی لگا دی گئی ہے جن سے عورتوں کا چہرہ مکمل طور پر نہ ڈھانپا جا سکتا ہو۔

○ یوگوسلاویہ کے نئے صدر گزشتہ روز جب اپنے عہدے کا حلف اٹھانے جا رہے تھے تو سینکڑوں سرب باشندوں نے ان پر جوتوں کی بارش کر دی۔

○ بارش کے بعد دھوپ "قیامت" ڈھانے لگ گئی ہے۔ مکانات گرنے سے 24 ہلاک اور بیسیوں زخمی ہو گئے ہیں۔

○ مشکوک دینی مدارس کے خلاف بھرپور کارروائی کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ 350 دینی مدارس میں سے اکثر کو غیر ملکی امداد ملتی ہے۔ اکثر مدرسوں کی آمدنی کے ذرائع واضح نہیں ہیں۔ جن مدرسوں سے دہشت گرد' فرقہ پرست گرفتار ہوں گے ان اداروں کو بند کیا جا سکتا ہے۔ لاہور کے ایک دینی مدرسے کے چھاپے کے بعد سرکاری دفاتر' عمارتوں اور تنصیبات کی حفاظت سخت کر دی گئی ہے۔

○ صدر مملکت سردار فاروق احمد خان لغاری نے کہا ہے کہ حکومتی اقدامات اقتصادی بحالی کے لئے مفید ثابت ہوں گے۔ عالمی ادارے امداد جاری رکھیں گے۔

○ برطانوی حکومت نے 50 سال سے جاری کل وقتی اعلیٰ تعلیم کی مفت سہولت ختم کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔ آئندہ برس غریب ترین افراد کو بھی پڑھائی کی فیس ادا کرنا ہو گی۔

○ زرعی انکم ٹیکس کے خلاف پنجاب بھر میں کسان 25 جولائی سے 26 جولائی تک تین روزہ ہڑتال کریں گے اور دودھ چارہ سبزیاں اور پھل وغیرہ کی سپلائی بند کر دیں گے۔ اور ٹیکس کے خاتمہ تک جدوجہد جاری رکھیں گے۔

○ کمشنر سرگودھا ڈویژن نے کہا ہے کہ کسانوں نے قانون ہاتھ میں لیا تو سختی سے نمٹا جائے گا۔ کسان ملک و قوم کے مفاد میں حکومت سے مذاکرات کے ذریعے مسائل حل کرائیں۔

○ منڈی بہاؤالدین میں شادی کی ایک تقریب میں بے جا اخراجات اور مہمانوں کو کھانا کھلانے پر آرڈیننس کی خلاف ورزی کے الزام میں ملزمان کو ایک لاکھ روپے جرمانہ کا حکم سنایا گیا ہے۔

○ گوجرانوالہ میں اشتہاری ملزموں نے باپ بیٹوں سمیت پانچ افراد کو قتل کر دیا ہے۔

○ بھارتی تجزیہ نگاروں نے کہا ہے کہ تمام بھارتی شہر و جنگی طیارے اور ٹینک پاکستانی میزائلوں کی زد میں آ گئے ہیں۔

○ امریکی کانگرس میں بھارت کی امداد بند کرنے کا مطالبہ کر دیا گیا ہے۔

جرمن، لوکل اور کیوریٹو ہومیو پیتھک ادویات
مدر ٹنکچرز پوٹنسیاں، چھوٹی درمیانی اور بڑی طاقتوں میں بائیوکیمک ادویات، سادہ گولیاں ٹکیاں شوگر آف ملک خالی ڈبیاں، ڈراپرز اور ہومیو پیتھک کتب نیز ہومیو پیتھک ڈاکٹر راجہ نذیر احمد ظفر صاحب کی ایجاد کردہ تمام ادویات، کیورز اور کورسز وغیرہ کے متعلق "ہیلتھ پیکج" لٹریچر مع کیوریٹو تشخیص فارم CDF /15 روپے میں
ہمارے سٹاکسٹوں سے حاصل کریں
کیوریٹو انٹرنیشنل ربوہ
فون سیلز 211283 کلینک 771 211054
فیکس 212299

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
مرض اٹھرا کا شافی علاج
حبوب مفید اٹھرا
20 گرام /30، 60 گرام /90، 100 گرام /150 روپے
اکسیر اولاد نرینہ (کورس)
/250
• ہمدردانہ مشورہ
• کامیاب علاج
• مفید و مجرب ادویہ
مطب ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
NASIR ناصر
PHONE: (04524) 211434-212434 FAX: 534

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ربوہ کے ہر محلہ میں
اور ربوہ کے گردونواح میں
پلاٹ۔ مکان۔ زرعی و سکنی زمین کی خرید و فروخت کیلئے ہمیں خدمت کا موقع دیں
نائب رسالدار (ریٹائرڈ)
ارشد خان بھٹی
پراپرٹی ایجنسی
بلال مارکیٹ (ریلوے لائن کے سامنے)
ربوہ
فون آفس 212764 گھر: 211379